جواب حقانی

ملقب بہ

آئینۂ صداقت

یعنی دوسرا خط جناب مولوی قاضی اشرف حسین صاحب مختار، رحمانی، ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ و لوکل بورڈ، میرج رجسٹرار سپول، جس میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور حضرت اقدس مولانا ابواحمد صاحب رحمانی کی سچی حالت کا آئینہ اور اسرار نہانی قادیانی کا نہایت مہذبانہ اور محققانہ مختصر جواب ہے جو جماعت مرزائیہ کی خیر خواہی اور ہدایت کی غرض سے لکھا گیا اور حسب فرمائش جناب قاضی صاحب ممدوح منشی سراج الدین رحمانی پرنٹر پبلشر کے اہتمام سے مطبع رحمانیہ مونگیر میں چھپا۔ (نقل ٹائٹل اوّل ایڈیشن ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۴ء)

ناشر

شعبہ تحفظ ختم نبوت

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ

تفصیلات

نام کتاب: قادیانیوں کو غور وفکر کی دعوت جواب حقانی (آئینۂ صداقت)

مولف: جناب مولوی قاضی اشرف حسین صاحب مختار، رحمانی، رحمۃ اللہ علیہ
سابق ممبر، ڈسٹرکٹ بورڈ و لوکل بورڈ، میرج رجسٹرار سپول (بہار)

تقدیم: تحفظ ناموس رسالت کے علمبردار حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی
بانی ومہتمم جامعہ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ، مدھوبنی، ضلع سپول

مقدمہ: جانشین چھپوئیؒ حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری، دارالعلوم دیوبند

تعداد: ۱۱۰۰

سن اشاعت: یکم جمادی الاخریٰ ۱۴۳۰ھ ۲۶ مئی ۲۰۰۹ء بروز منگل

کمپوزنگ: شاہی کمپوٹر سینٹر دیوبند، فون نمبر 01336 220345

ناشر: شعبہ تحفظ ختم نبوت

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ، مدھوبنی، وایا پرتاپ گنج، ضلع سپول (بہار)

فون: +91-9771807585, 9852124748, 9931906068

E-mail: jamiatulqasim@yahoo.com

www.jamiatulqasim.com

ملنے کے پتے: ☆ شاہی کتب خانہ دیوبند Mob-9359792771

☆ امام قاسم اسلامک ایجوکیشنل ویلفیئر ٹرسٹ انڈیا

N-93 سیلنگ کلب روڈ، لین نمبر ۲، بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی۔۲۵

فون: 011-26981876 فیکس: 26982907

☆ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

اظہار تشکر	۴
تقریظ	۷
مقدمہ	۱۱
مرزائی خط کا ہمدردانہ جواب	۱۷
قادیانی خط کا جواب الجواب	۲۰
مرزا قادیانی کی بیجا نصیحت	۲۱
نصیحت کے خلاف مرزا کی بدزبانی	۲۲
مرزا قادیانی کی دروغ گوئی	۲۶
مرزا قادیانی کی بدحواسی	۲۹
مرزائیوں کے لئے نصیحت	۳۲
تثلیث پرستی توڑنے کا مرزائی ڈھونگ	۳۳
خواب اور اُن کی تعبیریں	۳۷
تشریح قول شاہ آفاق صاحبؒ	۴۰
اسرار نہانی کے متعلق خوفناک خواب	۴۲
محمدی بیگم سے متعلق مرزائی مغالطہ	۴۵
دنداں شکن جواب	۴۵
ذلت کے بعد دوسری پیشگوئی	۴۸
قابل دید حاشیہ	۴۹
ہمدردانہ غور وفکر کی دعوت	۵۲
مرزا کے جھوٹا ہونے کا ثبوت	۵۴
مرزا سلطان محمد کا جواب	۵۶
مرزائیوں کا ایک اور مغالطہ	۵۷
انصاف کی ہمدردانہ گذارش	۶۱
ایک نیا اعتراض وجواب	۶۴

نوٹ : مرزائی کتابوں کے حوالوں میں حرف ''خ'' سے مراد مرزائی کتابوں کا جدید سیٹ ''روحانی خزائن'' ہے اور ص سے مراد اسی کے صفحات ہیں ۔مرزائی کتابوں کے رسم الخط بعینہٖ نقل کئے گئے ہیں ۔ اگر رسم الخط غلط نظر آئے تو یہ غلطی ہماری نہیں مرزائی سلطان القلم کی غلطی ہوگی۔ شاہ عالم

اظہار تشکر

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد !

ضلع سیپول میں ایک منحوس قادیانی مجسٹریٹ کی سرپرستی میں جب قادیانیت نے سر اٹھایا تو جامعۃ القاسم کے کارکنان واساتذہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ہر ممکن خدمات پیش کیں ۔ابتدا میں اگر چہ نہایت حوصلہ شکن حالات سے گذرنا پڑا ،قادیانیوں نے جامعہ کے ساتھ میری ذات کو بھی مخدوش کرنے بلکہ نابود کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا؛لیکن خدا تعالیٰ کی مہربانی دیکھئے کہ ہر میدان میں قادیانیوں کو ذلیل ہونا پڑا۔اللہ تعالیٰ نے قادیانی مجسٹریٹ کو رسوا کر کے اس کی کرسی چھین لی اور وہ گاؤں جو قادیانیوں کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے ان کو سیلاب کے ذریعہ ہمیشہ کے لئے نابود کر کے قادیانیوں کو پوری دنیا کیلئے عبرت کا سبق بنادیا۔موضع ''بیر پور، شنکر پور، بسنت پور، کسہر راضی'' وغیرہ مواضعات کو آج دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہاں کوسی ندی بہہ رہی ہے اور ان کے باشندگان میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد جانی ومالی اور جائیداد کا نقصان ہوا ہے جو باعث عبرت ہے۔قادیانیوں پر مرزا قادیانی کو نبی ماننے کے نتیجہ میں خدا کا ایسا غضب نازل ہوا کہ اُن کے ساتھ اُن منافقوں کی نسلیں بھی تمام تر مال ومتاع کے ساتھ ہمیشہ کے لئے نابود ہو گئیں جنھوں نے قادیانیوں کو پناہ دی تھی۔جبکہ مسلم آبادیوں پر خدا کا فضل ہوا،خود جامعۃ القاسم اِس بھیانک طوفان کی زد میں اگر چہ راست طور پر تھا لیکن خدا کا کرم دیکھئے کہ نہ صرف یہ کہ خود محفوظ رہا بلکہ دس ہزار سے زائد افراد کی جانیں بھی جامعہ کے ذریعہ محفوظ رہیں۔جزوی نقصانات جو کچھ ہوئے بھی تو معمولی۔فالحمدللہ علی ذالک۔

جامعۃ القاسم اور اسکے خدام کو اللہ تعالیٰ نے یہ عزت بھی دی کہ ۱۹/۲۰/۲۱ نومبر ۲۰۰۸ء میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی، جامعۃ القاسم میں کوسی، پورنیہ، اور بھاگلپور کمشنریوں کے علماء پر مشتمل سہ روزہ کامیاب و تاریخی تربیتی کیمپ و یک روزہ اجلاس عام منعقد ہوا جس میں پانچ سو سے زائد علماء کو اکابر علماء کے ہاتھوں اعزازی سند شرکت اور موضوع سے متعلق قیمتی کتابوں کے سیٹ جسے جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے تعاون سے دارلعلوم دیوبند نے فراہم کیے تھے، بطور ہدیہ پیش کیے گئے۔

اس کے علاوہ جامعہ کے تعاون وتحریک سے ۱۵ دسمبر ۲۰۰۸ء کو تاتارپور بھاگلپور اور ۱۶/ دسمبر کو قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر قصبہ غازی پور ضلع مونگیر میں، ۱۷/ دسمبر کو حضرت مونگیریؒ کے شہر مونگیر کے محلّہ دلاور پور، محلّہ حاجی سبحان، محلّہ اکرام نگر میں کامیاب اجلاس عام منعقد کئے گئے اور قدیم شاہجہانی جامع مسجد کے میدان میں بڑے پیمانے پر تاریخی اجلاس عام منعقد کیا گیا جس کا اہتمام جامع مسجد کے امام حضرت مولانا عبداللہ بخاری صاحب نے کیا تھا۔ ۱۹/۲۰/۲۱ دسمبر ۲۰۰۸ء میں سرزمین سپول پر جامعہ انوار محمدیہ، مہیش پور بسبٹی میں بھی سہ روزہ تربیتی کیمپ و یک روزہ تاریخی اجلاس عام منعقد کیا گیا جس سے قادیانیت سے متاثر لا تعداد لوگ قادیانیت پر لعنت برساتے ہوئے دوبارہ داخل اسلام ہوئے۔ مونگیر اور سپول کے تمام پروگرام کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی رہنمائی اور جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے تعاون سے اور حضرت مولانا محمد سالم صاحب قاسمی مہتمم دارالعلوم وقف دیوبند، حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، حضرت مولانا محمد سلمان ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کے معتمد مفتی راشد قاسمی، حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معتمد نور الحق رحمانی اور سابق نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری نے اجلاس کی مختلف نشستوں کی صدارت فرمائی۔ ان پروگراموں میں حضرت مولانا یعقوب اسماعیل منشی

قاسمی، صدر مجلس شرعیہ کونسل، ڈیوز بری، انگلینڈ، حضرت مولانا مفتی احمد دیولا، بانی ومہتمم جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، بھروچ، گجرات، بالخصوص حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری کے تاریخی بیانات ہوتے رہے فالحمدللہ علی ذالک۔

جامعہ کو تیسرا اعزاز اللہ رب العزت نے یہ بھی بخشا کہ سرزمین سپول کی ایک عظیم ہستی اور تحفظ ختم نبوت کے قدیم سپاہی، حضرت قاضی اشرف حسین صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وراثت اور حضرت مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کو زندہ وتابندہ کرنے کی توفیق بخشی۔ آج ہم خدا کے حضور جس قدر بھی شکروسپاس کے سجدے بجالائیں، کم ہے۔

زیر نظر کتاب ۹۴ سال سے نایاب تھی اور اس کا ایک نسخہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب ناظم حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری مدظلہ کو دستیاب ہوا، حضرت موصوف نے تربیتی کیمپ کے موقع پر بغرض طباعت میرے حوالے کیا، میں نے اس کو اپنے اور جامعۃ القاسم کے لئے سعادت جانا اس لئے بلا تاخیر طباعت کا فیصلہ کرلیا۔ اللہ تعالیٰ مولانا گورکھپوری کو اپنے شایان شان جزاء خیر عطا فرمائے اور اُن کا سایہ تادیر امت پر قائم رکھے، آمین۔ اس سلسلہ میں وہ ہم سبھی کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔

اس موقع پر ہم شکر گذار ہیں استاذ الاساتذہ حضرت مولانا صغیر احمد رحمانی صاحب مدظلہ کے بھی کہ حضرت موصوف نے بندہ کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے قاضی صاحبؒ کی سوانح عمری کو سرکاری کاغذات کی مدد سے مرتب فرمایا۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے اور جامعۃ القاسم کے تمام معاونین کے لئے اس کو اپنی رضامندی کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

محفوظ الرحمٰن عثمانی

بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ

تقریظ

استاذ العلماء حضرت مولانا صغیر احمد رحمانی صاحب مدظلہ

رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لابورڈ

شمالی بہار کے مختلف اضلاع سے قادیانیت کے زہریلے جراثیم کو اکھاڑ پھینکنے کے لئے حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ نے کانپور سے ترک وطن کر کے مستقل مونگیر میں سکونت اختیار کی اور قادیانیت کے خلاف کتب ورسائل کے انبار لگا دیئے۔ الحمد للہ آپ کی کسی کتاب کا جواب مرزائی آج تک نہ دے سکے اور نہ انشاء اللہ آئندہ دے سکیں گے۔

حضرت مونگیریؒ کے ایک مرید باصفا جناب قاضی اشرف حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سپول (بہار) کے رہنے والے تھے آپ کی تحریروں اور کارناموں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک عظیم انسان اور سپول کے علاقہ میں تحفظ ختم نبوت کے بیباک مجاہد تھے۔

تقریباً ایک صدی قبل قاضی صاحب کا جو خط ''جواب حقانی'' کے نام سے طبع ہوا تھا اس کی حصول یابی اور دور حاضر میں استفادہ کے قابل بنانے کا سہرا حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری کے سر جاتا ہے جنھوں نے بڑی جد وجہد کے ساتھ حیدرآباد سے حاصل کر کے طباعت کے لئے عزیز مکرم مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کے حوالے کیا۔

میں نے ۳۸ سال درس وتدریس کے علمی میدان میں گذارے ہیں اور قادیانیت کے خلاف خوب مطالعہ کیا اور کام بھی کیئے ہیں لیکن جامعۃ القاسم دارالعلوم اسلامیہ مدھوبنی ضلع سپول میں منعقدہ تحفظ ختم نبوت تربیتی کیمپ کے موقع پر مولانا محترم کے گرہ کشا اور اصولی بیانات سننے کے بعد ہمہ جہت سیرابی کے باوجود محسوس یہ ہوا کہ ہنوز تشنگی باقی ہے۔ اگر میرے ہاتھ میں ڈگری تفویض کرنے کی طاقت ہوتی تو میں آپ کو تحفظ ختم نبوت کے

موضوع پر ''ڈاکٹریٹ'' کی ڈگری دیتا جس کے بجا طور پر آپ مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید دینی ودنیوی ترقیات سے نوازے، آمین۔

عزیز گرامی مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کی سعادت مندی کی بات ہے کہ موصوف نے اپنے بزرگوں کی علمی میراث کو قدردانی کی نگاہ سے دیکھا اور اسے منظر عام پر لانے کا فیصلہ کیا۔ انہی کے حکم سے ناچیز نے قاضی صاحبؒ کی سوانح حیات کو سرکاری کاغذات کی مدد سے نکال کر مرتب کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس سوانحی خاکہ کی حصولیابی کے سلسلہ میں تمام تر مالی مصارف مفتی صاحب نے ادا کیئے فجزاہم اللہ خیراً۔ سرکاری کاغذات کی مدد سے جو تفصیلات دستیاب ہوئیں وہ درج ذیل ہیں۔

نام ونسب: اشرف حسین رحمانی ابن جناب علی ابن کریم بخش ابن خورشید علی۔ انگریزی دور حکومت میں باوجود اس کے کہ آپ انگریزی نبوت کے تاروپود بکھیرنے میں مصروف تھے، آپ کو ''خان بہادر'' کا لقب بھی ملا تھا۔

قاضی اشرف حسین کے جد اعلیٰ خورشید علی صاحب اصلاً دربھنگہ ضلع کے مشہور قصبہ ''یکہتہ'' کے باشندہ تھے انہی کے خاندان میں سے جناب محمد شفیع بیرسٹر بھی تھے جنہوں نے ہندوستان کی آزادی میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا اور اس جد وجہد میں دیگر سیاسی رہنماؤں کے ساتھ جیل کی کالی کوٹھریوں کے مہمان بھی بنے۔ آزادیٔ ہند کے بعد بھی آپ ہندوستان کی سیاسی افق پر روشن ستارہ بن کر چمکے۔ جناب خورشید علی مرحوم نے یکہتہ ضلع دربھنگہ (حال ضلع مدھوبنی) سے ترک وطن کر کے شہر سپول سے چار کیلومیٹر، شمال کی جانب ''مھوا'' نامی گاؤں میں بود وباش اختیار کی اور پھر یہیں مستقل قیام فرما ہوئے۔

ولادت: قاضی صاحبؒ کی پیدائش اسی ''مھوا'' نامی گاؤں میں ہوئی۔ تحقیق وتفتیش کے باوجود قاضی صاحبؒ کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی۔

تعلیم: سرکاری کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میٹرک تک تعلیم پائی اس کے بعد مختاری (وکالت) کی تعلیم حاصل کی۔

پیشہ :حصول تعلیم کے بعد پہلے بھاگلپور میں پرنسپل رہے پھر قانون دانی کی بنا پر وکالت کے پیشے سے منسلک ہوئے اور تاحیات اس سے وابستہ رہے۔اور قانون دانی میں مہارت کی بنیاد پر اپنے پیشہ میں ممتاز رہے اور وکلاء کی برادری میں معزز سمجھے جاتے تھے۔

نکاح : قاضی صاحب کی پہلی شادی سپول کے ہی ایک گاؤں بیلا میں ہوئی جس سے ایک بچی تولد ہوئی لیکن ۵/ یا ۶/ سال کی عمر میں فوت ہوگئی۔پہلی زوجہ کے انتقال کے بعد دوسری شادی شہر دربھنگہ کے ایک محلّہ ’’ ملکی چک‘‘ میں ہوئی لیکن اُن سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، یہ بیوی قاضی کی وفات کے بعد بھی ایک عرصہ تک زندہ رہیں۔

رفاہی خدمات:

قاضی صاحب سماج کی خدمت میں ہمیشہ دلچسپی رکھتے تھے اس لئے ہر طبقہ کے لوگ آپ کے پاس آتے جاتے رہتے تھے۔ڈسٹرکٹ بورڈ اور لوکل بورڈ کے بھی ممبر رہے اور میرج رجسٹرار سپول کی حیثیت سے بھی خدمات انجام دی ہیں اسی لئے آپ قاضی کی حیثیت سے متعارف رہے۔خدا کی بخشی ہوئی دولت،شہرت،عزت کے ذریعہ اپنی ذات سے زیادہ خلق خدا کو فائدہ پہنچایا۔اپنی جائے پیدائش مہوا گاؤں میں صنعت وحرفت کے اعتبار سے ایک حسین وشاہکار جامع مسجد تعمیر کرائی جو اس وقت بھی نمازیوں سے آباد ہے۔نمازیوں کی سہولت کے لئے ایک کنواں بھی کھدوایا جس پر ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۰ء کندہ ہے۔اس تاریخ سے اندازہ ہوتا ہے کہ کم بیش انہی تاریخوں میں جامع مسجد مہوا کی تعمیر ہوئی ہے۔

سپول شہر کی عیدگاہ کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جہاں عیدین کی نماز ابتک ادا ہوتی ہے۔ضرورت کے لحاظ سے اُس زمانہ میں مختلف محلوں میں کنواں کھدوایا اور پانی کی سہولت بہم پہنچائی۔اسی طرح کوآپریٹیو سوسائٹی بینک کے مکان کی تعمیر میں معقول رقم عنایت کی۔اسی طرح ایچ سی ولیمس ائی سی ایس کمشنر بھاگلپور کے نام پر ہائی اسکول کی تعمیر میں پورا تعاون دیا۔جون ۱۸۹۸ ء میں ولیم ہائی اسکول کی عمارت تعمیر ہوئی ، ۲۵/ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں باضابطہ ہائر سکنڈری کی تعلیم شروع ہوئی یہ ہائی اسکول اس ضلع میں

تعلیم کے لحاظ سے بافیض اور مشہور ہے۔ولیم اسکول میں عطیہ دہندگان کے نام کا بورڈ لگا ہوا ہے،جس میں دسویں نمبر پر قاضی اشرف حسین صاحب کا نام بھی مکتوب ہے۔

علمی خدمت:

قاضی صاحب کی مستقل کوئی اور کتاب تو سامنے نہیں آئی البتہ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر اپنے ایک شناسا ’’محسن‘‘ نامی قادیانی کو جو خطوط لکھے اُن میں سے دوسرے نمبر کا خط ’’جواب حقانی‘‘ کے نام سے کتابی شکل میں طبع ہوکر مقبول خاص وعام ہوا۔یہ کتاب منشی سراج الدینؒ صاحب رحمانی کے زیر اہتمام مطبع خانقاہ رحمانی مونگیر سے ۱۳۳۱ھ میں طبع ہوئی تھی۔آج ۱۴۳۰ھ ہے یعنی تقریباً ایک صدی سے یہ کتاب نایاب تھی۔اب اُسے نئی ترتیب اور دوبارہ طباعت کی سعادت جامعۃ القاسم دار العلوم الاسلامیہ کے مہتمم حضرت مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کو مل رہی ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنفؒ کو اپنی شان کے مطابق اجر وثواب عنایت فرما کر اس کتاب کا نفع عام وتام فرمائے اور جامعۃ القاسم اور اس کے بانی کو بھی نظر بد سے محفوظ رکھے،آمین۔

وفات : ۱۹۲۸ء یا ۱۹۲۹ء میں قاضی صاحب کا انتقال شہر سپول میں اپنے مکان میں ہوا لیکن تدفین مہوا گاؤں میں ہوئی،جامع مسجد کے جانب شمال میں دفن کئے گئے۔خدا آپ کی تربت پر رحمتوں کی بارش برسائے،آمین۔

صغیر احمد رحمانی،سپول

۷/ اپریل ۲۰۰۹ء بروز منگل

مقدمہ

حضرت مولانا شاہ عالم صاحب گورکھپوری مدظلہ

نائب ناظم کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیو بند

حامداً ومصلیاً ومسلماً۔ امابعد! ضلع سپول میں جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے زیر اہتمام اور کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیو بند کی زیرنگرانی جب ۱۹ تا ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ (مطابق ۱۹ تا ۲۱ نومبر ۲۰۰۸ء) سہ روزہ تربیتی کیمپ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا تو راقم سطور کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا کہ جن علاقوں میں مسلمان تعداد میں کم ہیں اگر وہاں ایمان کے لٹیرے قادیانی پہونچ جائیں تو کچھ تعجب کی بات نہیں لیکن سپول اور اس کے گردونواح کا شمار تو ہمیشہ مسلم اکثریتی علاقوں میں ہوتا رہا ہے پھر بھی اس علاقے میں قادیانی فتنہ کی نحوست کیونکر آئی اور کب سے آئی؟ اور اس کے اسباب وعوامل کیا تھے؟۔ راقم کا خیال تھا کہ ان سوالات کے جوابات تلاش کرکے ان کے تناظر میں فتنہ کے سدباب کے لئے کوئی مضبوط لائحہ عمل بروئے کار لایا جانا چاہئے۔

اس سلسلہ میں تاریخ کی ورق گردانی سے راقم سطور اس نتیجہ پر پہنچا کہ بیسویں صدی کے آغاز میں مونگیر اور اس کے گردنواح میں جب قادیانیوں نے اپنی ریشہ دوانیاں شروع کی تھیں تو اسی وقت سپول کے علاقہ میں بھی انھوں نے اپنے ہاتھ پاؤں مارے تھے اور اِس مسلم اکثریتی علاقہ میں قادیانیوں کے شب خوں مارنے کا بنیادی سبب مسلمانوں کی مذہبی اور اپنے دینی علوم سے ناواقفیت وغفلت تھی۔ لیکن اللہ کا فضل تھا کہ حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ اور اُن کے متوسلین کی محنتوں سے یہ پورا علاقہ اسی وقت اس طرح سے پاک ہوگیا تھا کہ قادیانیت اور اس کے پنڈتوں کا وجود اس علاقہ کے لئے چند برسوں بعد

ہی ایک قصہ پارینہ بن چکا تھا۔ لوگ بالکل بھول چکے تھے کہ سپول کے علاقہ میں کبھی قادیانیوں نے اپنے منحوس قدم بھی رکھے تھے۔

راقم سطور مذکورہ سوالات کے جوابات تلاش کرنے میں مصروف تھا کہ اسی دوران جمعیۃ علماء ہند کے اجلاس میں شرکت کی غرض سے حیدرآباد کا سفر ہوا اور جامعہ نظامیہ حیدر آباد کی قدیم لائبریری سے استفادہ کا موقع میسر آگیا۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہاں ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۴ء کا یہ بیش بہا رسالہ ''جواب حقانی'' ہاتھ لگا۔ جس سے معلوم ہوا کہ قادیانی فتنہ کے دست وبرد سے سپول کے مسلمانوں کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ نے جن اپنے نیک بندوں سے لیا اُن میں سے ایک نیک نام جناب قاضی اشرف حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ آپ شہر سپول (بہار) کے ہی رہنے والے تھے جو ترقی کرکے اب خود ضلع بن گیا ہے۔ حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے متوسلین میں سے تھے اس لئے حضرت موصوف کی جانب نسبت کرتے ہوئے ''رحمانی'' لکھتے تھے اور چونکہ پیشہ سے وکیل تھے اس لئے نام کے آگے مختار (بمعنی ایڈوکیٹ) بھی لکھا ہوا ملتا ہے۔ حضرت مونگیریؒ کے دور میں قادیانیت کے خلاف تصنیف وتالیف کی جو ایک خصوصی مہم چھڑی ہوئی تھی یہ رسالہ اسی کا ایک حصہ ہے۔

مؤرخ تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ''قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگذشت'' میں مختصر تعارفی نوٹ کے ساتھ اس رسالہ کا ذکر فرمایا ہے لیکن دستیاب نہ ہونے کے سبب اس کے حقائق سامنے نہیں تھے، اس لئے راقم سطور نے شیخ الجامعہ کی اجازت اور ناظم کتب خانہ جناب مولانا فصیح نظامی صاحب کے تعاون سے اس کی فوٹو کاپی حاصل کرلی، رسالے کا یہ نسخہ اس لئے بھی بطور خاص اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر نظام بادشاہ کے استاذ حضرت مولانا انوار اللہ فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط بھی ثبت ہیں جس سے رسالہ کی قدامت ومعتبریت میں اضافہ ہوتا ہے۔

کتاب کے مصنف قاضی اشرف حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیف کا سبب خود

بیان کیا ہے لہٰذا ہمیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔کتاب کے مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ ''محسن'' نامی ایک قادیانی کوراہ راست پر لانے کیلئے قاضی صاحب نے ذاتی نوعیت کے خط کے ذریعہ نہایت مخلصانہ وہمدردانہ انداز میں کوشش فرمائی ہے جس میں مرزائی پنڈت عبدالماجد کی ایک گمراہ کن کتاب ''اسرار نہانی'' کا مدلل جواب بھی تحریر فرمایا ہے۔یہ خط ۴۴ صفحات پر مشتمل رسالہ کی شکل میں طبع ہوا۔جواب الجواب کے طور پر یہ رسالہ قادیانیوں کی لغواور لاحاصل تاویلات پر ایک کاری ضرب ثابت ہوا اسی لئے آج تک اس کا جواب قادیانیوں سے نہ بن پڑا اور وہ سپول کے علمی میدان میں ہمیشہ کیلئے ٹھنڈے ہوکر بیٹھ گئے۔

البتہ قادیانی بہادر اُس وقت کی اپنی شکست وہزیمت کی چوٹ آج صدی گذرنے پر بھی شاید بھول نہ پائے تھے۔اس لئے زخمی سانپ کی طرح ایک بار پھر انھوں نے مسلمانوں کی غفلت وخموشی کا فائدہ اٹھا کر صدیوں بعد اس علاقہ پر حملہ کیا اور بھر پور حملہ کیا۔اِس بار اپنی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کیلئے انھوں نے یہ طریقہ اپنایا کہ منصوبہ بندی کے ساتھ پہلے ایک قادیانی کو معمولی پوسٹ سے مادی طاقت کے بل بوتے ضلع مجسٹریٹ کے عہدہ تک پہنچایا اور پھر سرکاری سرپرستی میں اپنی نجاست کو پھیلانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور صرف کردیا۔فتنہ تو خود اپنے اندر ایک آزمائشی جذب وکشش رکھتا ہے لیکن اگر اسے دورحاضر میں سرکاری سرپرستی بھی حاصل ہوجائے اور وہ بھی ہندوستان میں،تو وہ کس قدر بھیانک روپ اپنا سکتا ہے؛ یہ بات ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔قادیانی ضلع مجسٹریٹ نے سرکاری طاقت کے نشے میں قادیانی فتنہ کو بڑھاوا دینے کیلئے پوری خرمستی کا ثبوت دیا۔چند ہی دنوں میں اس کے چھوٹے موٹے گیدڑ کارندے خود کو شیر دل تصور کرکے مسلمانوں کو مرتد بنانے میں وہ چاشنی محسوس کرنے لگے جو کبھی انگریزوں کے دورحکومت اور ملکہ وکٹوریہ کے سایہ میں مرزا قادیانی محسوس کیا کرتا تھا۔سرکاری طاقت کے سامنے سرنگوں ہوکر قادیانی مجسٹریٹ کے دربار میں ایمان فروشوں کی لمبی لمبی قطاریں بھی لگنے لگیں۔مسلم سماج کے بعض ٹھیکیداروں نے اپنی بیوی

کے ذریعہ مجسٹریٹ کی زہر ہلاہل بیوی سے دوستانہ مراسم گانٹھنے شروع کردیئے،دانشوری کا دعویٰ رکھنے والے قوم کے کچھ بہادر بھی مصلحت کے سہارے قادیانی سانپ کی جی حضوری میں لگ گئے۔الامان والحفیظ۔دیکھتے ہی دیکھتے پورا ضلع ارتداد کی لپیٹ میں آگیا اور جس کسی مسلمان نے قادیانیت کے خلاف لب کشائی کی تو اسے اپنا مستقبل تنگ وتاریک جیل کی سلاخوں میں نظر آنے لگا۔سرکاری مسلمان، مخلص مسلمانوں کو قادیانیوں کے خلاف کسی طرح کی لب کشائی نہ کرنے کا ''مخلصانہ'' مشورہ دینے لگے۔

قادیانیوں کا معمول ہے کہ اُن پر جب بھی اور جہاں جہاں بھی سرکاری طاقت کا نشہ سوار ہوتا ہے تو وہ ظلم وستم کا پہاڑ توڑ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں کا امتحان لینے لگتے ہیں اور جب اپنے ہی کھودے ہوئے گڑھے میں گرتے ہیں تو مظلومیت کا ڈھونگ رچا کر مگرمچھ کے آنسو بھی بہانے لگتے ہیں۔یہی کچھ سپول کے علاقہ میں بھی ہوتا رہا۔سرکاری طاقت ملتے ہی ایک بار پھر وہ بھول گئے کہ اس علاقہ میں عاشق ناموس رسالت حضرت مونگیریؒ اور قاضی اشرف حسینؒ کے سچے علمی وارث اب بھی زندہ وتابندہ ہیں۔

ان صبر آزما حالات میں اللہ کے کچھ نیک بندے اعلان حق کے میدان میں ہمت کا پہاڑ بن کر جمے رہے اور بالآخر حالات بدلے اور ایک دن وہ بھی آیا کہ انگریزی حکومت کی طرح قادیانی مجسٹریٹ کا نشہ اتر گیا، مجسٹریٹ کی کرسی چھن گئی؛ اور الحمدللہ اب مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کی دعوت پر جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ میں کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی زیر نگرانی کامیاب سہ روزہ تربیتی کیمپ منعقد کئے جانے کے بعد پورے ضلع سپول میں تحفظ ختم نبوت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

تحفظ ختم نبوت کے زریں سلسلہ کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے مفتی صاحب نے فیصلہ کیا کہ حضرت قاضی صاحبؒ کا یہ علمی خزانہ بھی منظر عام پر آجانا چاہئے جو بڑی مشقتوں کے بعد دستیاب ہوا ہے۔یقیناً مفتی صاحب قابل مبارکباد ہیں کہ انہوں نے پوری فیاضی کے ساتھ اپنے روحانی جد امجد کے علمی ورثہ کو قدردانی کی نگاہ سے دیکھا۔اور راقم سطور کو

بھی حکم دیا کہ اس پر تفصیلی مقدمہ تحریر کرے۔ بندۂ ناچیز نے بھی اسے خوب سے خوب تر بنانے میں جو محنت ہوسکتی تھی اس سے دریغ نہ کیا۔ امید ہے کہ معیاری کتابت وطباعت کے ساتھ مفتی صاحب یہ رسالہ منظر عام پر لائیں گے۔

ناظرین کرام! قاضی صاحب کا پہلا خط جو محسن نامی قادیانی کے نام انھوں نے تحریر فرمایا تھا ہمیں کہیں دستیاب نہ ہوسکا جواب حقانی کی بھی دوبارہ شاید اشاعت نہ ہوسکی۔ اب اسی نسخہ کو من وعن جدید کمپوزنگ وسیٹنگ پیراگراف اور علامات ترقیم کی تصحیح کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ مرزائی عبارتوں کو اُن کے اصل ماخذ سے ملا کر اُسی رسم الخط کے ساتھ درج کیا گیا ہے جو مرزائی کتب میں ہے۔ بین القوسین حوالے مرزا قادیانی کی روحانی خطاؤں پر مشتمل مرزائی کتابوں کے جدید سیٹ روحانی خزائن کے ہیں۔

رسالہ میں چند مضامین کا خلاصہ بطور فہرست ذکر کیا گیا ہے لیکن ایک دو مقام کے علاوہ تمام مقامات پر مضامین کے ساتھ عنوانات نہیں ہیں جس سے مضامین کی تعیین وتلاش میں دشواری ہوتی ہے۔ بندہ نے مضامین کے لحاظ سے عنوانات بھی قائم کردیئے ہیں اور ایک مستقل فہرست بنادی ہے جس سے استفادہ اور سہل ہوگیا ہے۔

اسی طرح بعض مقامات پر مختصر تشریحی نوٹ کی ضرورت تھی بندہ نے حاشیہ کا سہارا لینے کی بجائے نوٹ ( ) بین القوسین وہیں لگادیئے ہیں تاکہ مصنف کی عبارت سمجھ میں بھی آجائے اور تشریحی نوٹ واضح رہے۔ اس تشریحی نوٹ میں اگر کوئی خامی ہو تو اُسے بندہ کی جانب منسوب کیا جائے، اطلاع کے بعد اس کی تصحیح کر لی جائے گی۔ جہاں بندہ کو حاشیہ کی ضرورت محسوس ہوئی وہاں اپنے نام سے حاشیہ درج کردیا ہے اور مصنف کے حاشہ میں مصنفؒ لکھدیا ہے۔

اللہ جزائے خیر دے حضرت مولانا صغیر احمد صاحب رحمانی مدظلہ، رکن آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، کو کہ موصوف نے مفتی محفوظ الرحمٰن صاحب عثمانی کی فرمائش پر شہر سپول کے سرکاری دفاتر سے سوسالہ ریکارڈ نکلوا کر اُن کی روشنی میں قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

مستند تعارف نامہ مرتب فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب انگریزی دور میں ایک عظیم انسان اور تحفظ ختم نبوت کے بے لوث مجاہد تھے جبکہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار انگریزوں کی چاپلوسی ودلاّلی کی زندگی گذارتے رہے۔

اس موقع سے ہم شکر گذار ہیں جناب مولانا عبد القوی صاحب مدظلہ ناظم ادارہ اشرف العلوم حیدرآباد اور بطور خاص جناب مولانا محمد فصیح الدین صاحب نظامی کے کہ ان احباب کے تعاون سے ہی جامعہ نظامیہ کی لائبریری سے استفادہ ممکن ہوسکا۔ نیز مولانا اشتیاق احمد صاحب مبلغ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دار العلوم دیوبند اور مولانا محمد اظہر صاحب قاسمی مہراج گنجی کے بھی مشکور ہیں کہ انھوں نے حوالوں کی تصحیح وتخریج میں تعاون دیا فجزاہم اللہ خیراً۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کا نفع عام وتام فرمائے اور اس کو ہم سب کے لئے اپنی رضامندی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

شاہ عالم گورکھپوری

۱۹ ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۵/اپریل ۲۰۰۹ء

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد و الہ و اصحابہ اجمعین۔

مرزائی خط کا ہمدردانہ جواب

عزیزم بابو محمد محسن۔ ہداکم اللہ

تمہارا لفافہ پہنچا ، میں جو کچھ جواب تمھارے خط کا لکھ رہا ہوں اُسے بغور پڑھو اور میرے پہلے خط کو بھی اچھی طرح پھر پڑھو۔ میں نے سمجھا تھا کہ میرا پہلا خط تمھارے خیالات کی تبدیلی کے لئے کافی ہوگا مگر تمھارے خط کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری سمجھ الٹی ہے ۔ اللہ تعالیٰ تمھیں سمجھ عنایت کرے اور راہ راست نصیب فرمائے ، آمین ۔

جس روز تمھارا خط آیا تھا اُس کے کئی روز کے بعد مجھ کو معلوم ہوا کہ تم سپول آئے تھے اور چار پانچ روز تک سپول میں مقیم رہے مگر افسوس کہ تم ہم سے نہ ملے ۔ اگر ملتے تو پھر اس خط کے لکھنے کی شاید مجھ کو حاجت نہ ہوتی ؛ جائے قیام سے تمھارے میرا قیامگاہ صرف ایک دو بیگھہ کا فصل ہے ۔ بجز اس کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ مضمونِ خط عزیز کا نہیں تھا کسی دوسرے احمدی (قادیانی) کا تھا جس نے تم کو بہکایا ہے ۔ اگر مجھ کو تمھارے آنے کی خبر پہلے سے ہوتی تو میں خود تم سے مل کر تمھاری تشفی کر دیتا۔

سنو! اور خوب غور سے سنو! ۔ مرزا صاحب نے نبی تھے نہ مامور من اللہ، نہ مسیح موعود، اور نہ کرشن جی روڈّر گوپال[۱] بلکہ مطابق اپنے اقرار کے جھوٹے ، مفسد ، دجال ، کذاب ؛ جیسا کہ اُن کے قول سے مفہوم ہوتا ہے ۔ ایسے جھوٹے دعویٔ نبوت کرنے والے کے جال ، پھندے سے نکلنے کی جلد کوشش کرو! اپنے ایمان کے دشمن مت بنو! ۔ واضح ہو کہ قیامت کے دن جس روز اللہ جل شانہٗ عدالت فرمائے گا اور وہ دن ایسا سخت ہوگا ، جس کے شان میں ''یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَ اُمِّہٖ وَ اَبِیْہِ وَ صَاحِبَتِہٖ وَ بَنِیْہِ '' (عبس ، آیت ۳۴ ۔ ۳۵)[۲] وغیرہ وغیرہ آیا ہے ۔ تمھارے بہکانے والے تمھارے کسی کام نہ آئیں گے بلکہ خود مبتلائے عذاب ہونگے اور تمھارے گروہ کے بہکانے والے مرزا صاحب بھی یہ کہہ کر اُس روز تم لوگوں سے علیحدہ ہو جائیں گے کہ ہم نے بار بار کہہ دیا تھا کہ اگر میری فلاں فلاں پیش گوئی پوری نہ ہو تو میں ہر بد سے بدتر اور جھوٹے سے جھوٹا ، مفسد ، دجال ، کذاب ہوں ۔ سو وہ سب پیشگوئیاں جس کے بارے میں مَیں نے تحدی کے ساتھ بیان کیا تھا سب کی سب بلا شک وشبہ غلط ہو گئیں ؛ اس پر بھی ان لوگوں نے مجھے نہیں چھوڑا اور مجھ کو نبی و رسول مانتے رہے ، اس کے مجرم یہ لوگ خود ہیں ۔ مرزا صاحب کے اس جواب پر کف افسوس ملو گے اور پچتاؤ گے ، مگر اس وقت پچتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم کر دی اور خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرما دیا کہ میرے بعد میری امت میں جھوٹے ، دجال ، کذاب ، دعویٔ نبوت کرنے والے پیدا ہوں گے اور اُن کے جھوٹے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مَیں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا ۔

---

[۱] کرشن جی روڈّر گوپال ہونے کا الہام ''بدر'' ۲۹ اکتوبر و ۸ نومبر ۱۹۰۳ء میں درج ہے ملاحظہ ہو البشریٰ صفحہ نمبر ۵۶ (تذکرہ مجموعہ الہامات مرزا ، ص ۴۲۰)

[۲] ترجمہ اس میں بھائی اپنے بھائی سے بھاگے گا اور بیٹا اپنے ماں باپ سے اور شوہر اپنی بیوی سے اور ماں باپ اپنی اولاد سے بھاگیں گے ، اس خیال سے کہ اس کی بلا میرے اوپر نہ آجائے (عبس ۔ ۳۴) ۔ مصنفؒ

اب یہ تو بتلاؤ کہ اس فرمان خدا اور رسول کے بعد کیا صالح بن ظریف، محمد بن تومرت، ابومنصور عیسیٰ، حسن بن صباح، ابوعبداللہ مہدی، مرزا غلام احمد قادیانی[۱] وغیرہ وغیرہ کے دعویٔ نبوت ومہدویت نے ثابت نہیں کردیا کہ یہ لوگ جھوٹے، دجال، کذاب تھے؟۔ بیشک ان لوگوں کے دعویٔ نبوت کرنے سے فرمان حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا ہوا اور یہ لوگ مطابق احادیث صحیحہ کے کذاب ثابت ہوئے۔ افسوس صد ہزار افسوس! ایسی ایسی بیّن باتوں کو بھی نہیں دیکھے ہو اور دکھلانے والے کو بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کرتے ہو۔

غرض مرزا صاحب قیامت کے دن صاف جواب دے دیں گے کہ ہم نے

---

[۱] مرزا صاحب کے دعویٔ نبوت کا ثبوت ملاحظہ ہو۔

(۱) قادیان......اُسکے رسول کا تخت گاہ ہے۔ دافع البلاء (خ ۲۳۰ ج ۱۸)

(۲) سچا خداوُ ہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء (خ ۲۳۱ ج ۱۸)

(۳) مَیں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُسی نے مجھے بھیجا ہے اور اُسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اُسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پُکارا ہے اور اُس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔ تتمہ حقیقۃ الوحی (خ ص ۵۰۳ ج ۲۲)

(۴) ہم نے غلام احمد کو اس کی قوم کی طرف بھیجا لیکن قوم نے اس سے اعراض کیا اور کہا کہ جھوٹا ہے۔
(مفہوم اربعین خ ص ۴۲۴ ج ۱۷)

(۵) خداوہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق......اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔ اربعین (خ ۴۲۶ ج ۱۷)۔

(۶) مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تُو ہی اس آیت کا مصداق ہے کہ
هو الذی ارسل رسُوله بالهدیٰ و دین الحقّ لیظهرهٗ علی الدین کلّهٖ۔
اعجاز احمدی (خ ص ۱۱۳ ج ۱۹)

اللہ تعالیٰ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس آیت کا مصداق بتلا رہا ہے اور مرزا صاحب اس آیت کو اپنے اور حصر کر رہے ہیں۔ مرزا صاحب نے لوگوں کو دھوکہ دے کر اس آیت کا مصداق اپنے کو بتلا کر کس قدر صفائی کے ساتھ دعویٔ نبوت تشریعی ورسالت کیا ہے۔ اُن کے ماننے والوں پر تعجب ہے کہ مرزا صاحب کے اس فریب کو بھی نہیں دیکھتے ہیں اور مرزا صاحب کو اس آیت کا مصداق سمجھ رہے ہیں، (بقیہ ص ۲۰ پر)

دعویٔ نبوت کیا تھا اس کے مجرم ہم ضرور ہیں مگر جو لوگ مجھ کو بعد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وآیت ”و لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (احزاب۔۳۹)“ کے پھر بھی نبی مانتے رہے وہ اس کے مجرم خود ہی ہیں۔ مرزا صاحب اپنی پیچدار تحریرات کو پیش کر کے جماعت مرزائیہ سے علیحدہ ہوجائیں گے اور تم اور تمھارے بہکانے والے خدا کے نزدیک ماخوذ ہوں گے۔

قادیانی خط کا جواب الجواب

اب اپنے خط کا جواب ملاحظہ کرو! تم قبول کر رہے ہو کہ سلسلہ احمدیہ کے مخالفین خصوصاً ابو احمد صاحب رحمانی اور ان کے حاشیہ نشینوں کے مقابلہ میں مطابق اجازت قرآنی ”جَـــزَآءُ

(بقیہ صفحہ ۱۹) (۷) مرزا صاحب نے صاحب شریعت نبی ہونے کا بھی صاف طور سے دعوی کیا ہے، ملاحظہ ہو، اربعین نمبر ۴ (خ ص ۴۳۵ ج ۱۷) میں لکھتے ہیں

”ماسوا اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعت ہوگیا۔ پس اس تعریف کے رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمومنین یغضو امن ابصارهم و یحفظوا فروجهم ذالک از کیٰ لهم“۔

مرزا صاحب کی اس تحریر سے صاف روشن ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب کو صاحب شریعت نبی ہونے کا دعوی تھا جس سے ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے انھیں انکار ہے۔ مگر چونکہ خوف ہوا کہ مسلمان شور مچائیں گے مرزا کو آیت قرآنی سے انکار ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اس لئے نہایت صاف وصریح دعوے کے بعد کہہ دیا کہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

اے میاں! جب مرزا صاحب کو مستقل نبی صاحب شریعت ہونے کا دعوی ہے اور اپنا الہام بتا رہے ہیں کہ اللہ نے مجھے دین حق دے کر بھیجا ہے، پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اور آخر النبیین کیسے ہوئے؟ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر النبیین بھی ہوں اور مرزا صاحب کا دعویٔ نبوت بھی سچا ہو۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں تو مرزا صاحب ضرور جھوٹے ہیں بطور نمونہ اس جگہ پر تھوڑا لکھا گیا ہے، صحیفہ رحمانیہ نمبر ۶، ۷ دیکھو۔ مرزا صاحب تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی اپنی فضیلت ثابت کرتے ہیں ملاحظہ ہو صحیفہ رحمانیہ نمبر ۷۔ مصنفؒ

سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِثْلُھَا۔(یونس۔ ۲۶) ‘‘ کی سختی برتی جائے۔اس سے یہ معلوم ہوا کہ اہل مونگیر نے مرزا صاحب سے سختی برتی ہے۔اب ’’اسرار نہانی‘‘ والے اس کے بدلے میں سختی برتنا چاہتے ہیں۔مگر یہ کیا صریح جھوٹ ہے۔حضرات مونگیر کو اس طرف توجہ بھی نہ تھی،تمھاری جماعت کی سختیوں اور بیجا دعوؤں نے انھیں متوجہ کیا اور مرزا صاحب کی کتابوں کو انھوں نے دیکھا۔علماء کو اور اہل اسلام کو ایسے ایسے سخت الفاظ سے یاد کیا ہے کہ کوئی مہذب شخص اُن الفاظ کا استعمال نہیں کرسکتا۔اور انبیاء اور بزرگوں کی تو بڑی شان ہے۔حضرات مونگیر ہرگز ایسے سخت الفاظ نہیں بولے جیسے مرزا صاحب نے لکھے ہیں۔اور اگر کسی نے کچھ لکھا تو بلا شک اس نے ’’ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ ‘‘ پرعمل کیا۔اب تمھارا لکھنا صریح ظلم ہے۔

مرزا قادیانی کی بیجا نصیحت

اس کے علاوہ میں کہتا ہوں کہ تمھارے کرشن جی، رودر گوپال، تو اس کے خلاف ہیں اور سختی برتنے والے کو اپنی جماعت سے خارج کررہے ہیں۔اُن کی تحریر دیکھو، التوائے جلسہ ۲۷دسمبر ۱۸۹۳ء صفحہ نمبر ۳ میں تحریر کرتے ہیں:

’’بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے‘‘

(شہادت القرآن خ ص۳۹۶ ج ۶،مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۴۴۲)

پھر رپوٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۸۳ میں اپنے مریدین کو نصیحت کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

’’اب خیال فرمائے یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا کیا منشاء ہے اگر مخالف گالی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دو بلکہ صبر کرو۔اس نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمھاری فضیلت کا قائل ہوکر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا‘‘

ا؎ مرزائی پنڈت عبدالماجد بھاگلپوری کی کتاب ہے جو حضرت مونگیریؒ کے ایک خواب کی تردید میں لکھی گئی تھی۔اسی کے جواب میں یہ رسالہ’’جواب حقانی‘‘ ہے جس کا کوئی مرزائی جواب نہ دے سکا۔ شاہ عالم

اور صفحہ ۹۹ میں تحریر کرتے ہیں:

’’جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ اعراض کرے نہیں تو وہی کت پن کی مثال صادق آئے گی‘‘

مطابق قول مرزا صاحب کے گالی سے اعراض کرنے والا خطابات ذیل کا مستحق ہوسکتا ہے۔سعادت کے آثار، جوانمرد، صابر، مومن۔اور جو اس کے خلاف عمل کرے اس پر وہی کت پن کی مثال صادق آئے گی۔

نصیحت کے خلاف مرزا قادیانی کی بدزبانی

اب یہ تو بتلاؤ کہ مرزا صاحب نے اپنے وقت کے علماء کو خصوصاً مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو ’’ضمیمہ انجام آتھم‘‘ ص ۴۶ سے ص ۵۲ تک میں لکھا ہے:

’’اس زمانہ کے ظالم مولوی خاص کر رئیس الدّجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ۔ علیھم نعال لعن اللہ الف الف مرّۃ [خدا کی لعنت کی دس لاکھ جوتی ان پر پڑیں] ناپاک اشتہار۔اے پلید دجال۔تعصب کے غبار نے تجھ کو اندھا کردیا۔احمقانہ عذر۔ان احمقوں نے۔اے نادانو!۔آنکھوں کے اندھو!۔مولویت کو بدنام کرنے والو!۔(انجام آتھم خ ص۳۳۰ ج ۱۱)۔

’’مگر یہ خالی گدھے ہیں۔جو شخص ایسا سمجھتا ہے وہ گدھا ہے‘‘(خ ص۳۳۱ ج۱۱)

’’ظالم مولوی۔اے اسلام کی عار مولویو!۔جہالت کی زندگی سے تو موت بہتر ہے۔

(انجام آتھم خ ص۳۳۲ ج۱۱)

’’ چوں کا فرشنا ساتر از مولویست بریں مولویت بباید گریست۔

اس احمق۔حماقت ظاہر ہوئی۔کیا تمھارا جنازہ پڑھا جائے۔تمھارا گندہ جھوٹ۔ (انجام آتھم خ ص۳۳۳ ج۱۱)

مگر تم نے حق کو چھپانے کے لئے یہ جھوٹ کا گُوہ کھایا۔پس اے بدذات خبیث دشمن اللہ رسول کے۔یہودیانہ تحریف۔مگر تیرا جھوٹ اے نابکار پکڑا گیا۔

وہ بدذات خود جھوٹا اور بے ایمان ہے۔ نابکار کی تزویر اور تلبیس ہے۔

(انجام آتھم خ ص ۳۳۴ ج ۱۱)

" اُن کی عقلوں پر ضلالت کا گرہن لگ گیا۔ تمام دنیا سے بدتر۔ ایمانی روشنی مسلوب ان کے دلوں پر انکار کی ظلمت کا خسوف کسوف لگ گیا۔

(انجام آتھم خ ص ۳۳۵ ج ۱۱)

"سب مخالفوں سے کہتے ہیں کہ "جس وقت یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی یعنی احمد بیگ کا داماد میرے روبرو مر جائے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں آجائے گی تو اس دن نہایت صفائی سے مخالفوں کی ناک کٹ جائے گی۔ اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہروں کو بندروں اور سؤروں کی طرح کر دیں گے۔ (مفہوم انجام آتھم ص ۵۳ خ ص ۳۳۷ ج ۱۱)

اے عزیز! اب تو وہ باتیں پوری نہ ہوئیں؛ اب کس کے منحوس چہرے بندروں اور سؤروں کی طرح ہوئے؛ مرزا صاحب تو مر گئے قبر میں اُنھیں کون دیکھے؛ اب تو اُن کے ماننے والے ہی موجود ہیں، اِس سخت کلامی کے مصداق وہی ہوں گے۔ نہایت افسوس ہے کہ تم بھی اُنہی میں شامل ہونا چاہتے ہو۔ یہ سخت کلامی تو صرف اُن کے ایک رسالے کے ایک مقام سے دکھائے گئے، اور دوسرے مقامات پر بہت سخت کلامی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی وغیرہ وغیرہ کو گالیاں دیتے رہے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو بڑے مرتبے کے نبی ہیں، مرزا صاحب نے اُن کی شان میں کیا کیا نہ کہا جس کے سننے سے ہر مسلمان کا دل ہل جاتا ہے، ضمیمہ انجام آتھم دیکھو۔ یہ کیوں ہوا! کیا مرزا صاحب کو آیت قرآنی واحادیث نسیاً منسیاً ہوگئی تھیں؟۔ پھر یہ کہ اپنی تحریرات کا بھی خیال نہ رہا؛ بالفرض اگر مولوی عبدالحق صاحب وغیرہ نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں تو مرزا صاحب کو سعادت کے آثار، جوانمردی کا طریقہ، صبر، جس کا نتیجہ دشمنوں کا شرمندہ ہو کر فضیلت کا قائل ہو جانا تھا اور مومن کی صفت

اختیار کرنا چاہئے تھا نہ گالی کے عوض گالی دے کر وہی "کُت پن" (کتوں والی عادت) کی مثال اپنے اوپر صادق کرنا لازم تھا۔

پھر مرزا صاحب (کتاب البریہ خ ص ۱۷ ج ۱۳) میں تحریر کرتے ہیں:

"اے دوستو اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں۔ اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اس کا اختیار ہے کہ عدالت کے رو سے چارہ جوئی کرے۔ مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل پر سختی کر کے کسی مُفسِدہ کو پیدا کریں۔ یہ تو وہ وصیت ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی۔ اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے" کتاب البریہ۔ (خ ص ۱۷ ج ۱۳)

مرزا صاحب ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی و بردباری سے پیش آنے کی نصیحت کر رہے ہیں۔ ایسا کرنے سے عقل بڑھے گی، گہرے خیال پیدا ہوں گے۔ پھر مرزا صاحب نے مخالف کی گالیوں پر کیوں نہیں صبر کیا؟ نرمی اور بردباری کو چھوڑ کر ایسی سخت کلامی کیوں کی؟ اور خود جماعت سے خارج ہونے کے لائق کیوں ہوگئے؟۔

کتاب البریہ کی تحریر دیکھنے کے بعد اب تم لوگوں کو لازم ہے کہ مطابق قول مرزا صاحب کے سب پہلے مرزا صاحب کو مولوی عبدالحق صاحب وغیرہ کو گالیاں دینے کے عوض میں اپنی جماعت سے خارج کر دو یا خود ہی اُن سے خارج ہو جاؤ۔

غرض یہ مقولہ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے بہت ہی صحیح ثابت ہوا۔ کیوں کہ مرزا صاحب تو دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور گالی بکنے والے کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں مگر خود ہی جماعت سے خارج ہونے کا کام کر رہے ہیں اس لئے اُن کے مریدین سے بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔

مصنف ''اسرارِنہانی'' نے اسی اثر سے کہ جس درخت کے وہ پھل ہیں ایک خواب کی تعبیر میں اپنی کم علمی اور اُس بغض وعداوت کی وجہ سے کہ حضرت مصنف ''فیصلہ آسمانی'' نے جو مرزا صاحب پر اٹل اعتراضات کئے ہیں کہ جس سے مرزا صاحب کی نبوت ومسیحیت درہم برہم ہوگئی اور مونگیر سے قادیان تک جماعت مرزائیہ میں کھلبلی مچی ہوئی ہے، جواب سے عاجز ہیں، ہر ذی علم مرزا صاحب سے نفرت کرنے لگا ہے اور مسلمانوں کا بہت بڑا گروہ مرزائیوں کے فریب سے بچ گیا، اُن کی واقعی حالت لوگوں پر روشن ہوگئی ہے، سب جان گئے کہ مرزا صاحب قرآن مجید سے، صحیح حدیث سے، اپنے اقرار سے جھوٹے ہیں۔ اصل اعتراض سے عاجز آ کر گالیاں دینی شروع کردی تاکہ مسلمانوں کو دوسری طرف متوجہ کریں۔ پھر کیا مسیح موعود اور اُن کے حواری ایسے جھوٹے ہوسکتے ہیں؟ شرم! شرم!۔

تم لکھتے ہو کہ جو معیار ولایت وصداقت ابواحمد صاحب رحمانی نے اپنی کتاب ارشاد رحمانی میں تحریر کی ہے وہ بالکل گندہ، جھوٹ اور فریب اور مکاری ہے۔ اور جو معیار قرآن کریم نے پیش کئے ہیں اُس کی رو سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام بالکل بالکل صادق اور راست باز ثابت ہوتے ہیں۔

اے عزیز! ابواحمد صاحب رحمانی کی معیار ولایت کی صداقت تو بڑے بڑے اولیاء اللہ کررہے ہیں۔ اُن میں وہ بھی بزرگ ہیں جنھیں تمھارے بہکانے والے مجدد اور نبی مان رہے ہیں ''القاء[1]'' کو دیکھو۔ اگر تم اپنی سخت نادانی سے قرآن مجید پر سخت حملہ کرتے ہو یعنی یہ کہتے ہو کہ قرآن مجید ایسے جھوٹے مدعی کی صداقت بیان کرتا ہے جس کا جھوٹا ہونا دنیا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، کانوں سے سن رہی ہے۔ جن کی زبان نے جن کی تحریر نے انہیں جھوٹا ثابت کردیا ہے۔ یہ کیا غضب ہے! تمھاری عقل کہاں چلی گئی!۔ کیا ایسے جھوٹے کی تصدیق قرآن مجید میں ہوسکتی ہے؟ توبہ کرو، توبہ!

۱ ''القاء شیطانی'' سے مرزائی پنڈت عبدالماجد کی کتاب مراد ہے۔ اس کی تردید میں چھ رسائل شائع کئے گئے مگر مرزائی کسی کا جواب نہ دے سکے ان میں سے ایک کتاب ''اغلاط ماجدیہ'' بھی ہے۔ شاہ عالم

مرزا قادیانی کی دروغ گوئی

اب تم اس جگہ پر اپنے مسیح کاذب کی دروغ گوئی اور فریب دہی اور ان کا جھوٹا ہونا ملاحظہ کرو۔ مرزا صاحب کی گندہ ذہنی کو تو اوپر دکھلا چکا ہوں اب ان کے جھوٹ کا نمونہ دیکھو اور خدا کے لئے غور کرو۔

(۱) مرزا صاحب شہادت القرآن میں تحریر کرتے ہیں:

''پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہیں'' (خ ج۶ ص ۳۷۵/۳۷۶)

مرزا صاحب کا یہ قول سراسر غلط ہے۔ کیوں کہ پیش گوئیاں تو رمال، جفار، نجومی کاہن وغیرہ سب ہی کیا کرتے ہیں۔ ایسی مشترک چیز کے بارے میں یہ کہنا کہ ''اللہ جل شانہ کے اختیار میں ہے'' صریح جھوٹ نہیں ہے تو اور کیا ہے؟۔ کیا مسیح موعود ایسا ہی جھوٹ بول کر لوگوں پر قبضہ حاصل کریں گے؟ مرزا صاحب کی دروغ بیانی قابل دید ہے۔

(۲) مرزا صاحب کا یہ کہنا کہ وعید کی پیشین گوئی کا خوف سے ٹل جانا سنت اللہ ہے۔

(۳) وعید کی میعاد کا خوف سے ٹل جانے کا ثبوت قرآن وحدیث سے بتانا۔

(۴) اس کو اجماعی عقیدہ کہنا۔ یہ تینوں دعوے متعدد مقامات سے ثابت ہیں، مثلاً صفحہ ۲۹ سے صفحہ ۳۲ تک انجام آتھم دیکھو۔ حالانکہ یہ تینوں دعوے محض غلط ہیں۔ نہ اجماعی عقیدہ ہیں اور نہ قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت ہے، بلکہ اس کا خلاف ثابت ہے، دیکھو فیصلہ آسمانی حصہ سوم۔

(۵) مرزا صاحب ازالۃ الاوہام میں تحریر کرتے ہیں۔ دیکھو صفحہ (خ ۱۹۲ ج ۳)

علماء ہند کی خدمت میں نیاز نامہ

اے برادران دین وعلماء شرع متین! آپ صاحبان میری ان معروضات کو متوجہ ہو کر سُنیں کہ اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم

لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں ۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے مُنہ سے سُنا گیا ہو بلکہ یہ وہی پُرانا الہام ہے جو میں نے خدائے تعالیٰ سے پا کر براہین احمدیہّ کے کئی مقامات پر بتصریح درج کر دیا تھا جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی کچھ زیادہ عرصہ گذر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذّاب ہے۔

پھر صفحہ (خ ۱۹۷ ج ۳) میں تحریر کرتے ہیں:

''میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔''

ازالۃ الاوہام کی تحریر سے روشن ہو رہا ہے کہ مرزا صاحب کو صرف مثیل مسیح کا دعویٰ تھا جو لوگ مرزا صاحب کو مسیح موعود خیال کریں وہ مطابق قول مرزا صاحب کے کم فہم ہیں، کیونکہ مسیح موعود تو ایک ہی شخص آنے والے ہیں اور مرزا صاحب اپنے جیسے دس ہزار تک مثیل مسیح کے آنے کی خبر دے رہے ہیں۔ اور مرزا صاحب مسیح ابن مریم بھی نہیں ہیں جو شخص یہ الزام مرزا صاحب پر لگاوے وہ مطابق فتوی مرزا صاحب کے کذاب و مفتری ہے۔

اس کے بعد کشتی نوح صفحہ (خ ۵۱ ج ۱۹) میں تحریر کرتے ہیں:

''مگر جب وقت آ گیا تو وہ اَسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب مَیں نے معلوم کیا کہ میرے اِس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں یہ وُہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بتصریح لکھا گیا ہے''۔

میں کہتا ہوں کہ اس دروغ گوئی کی کوئی حد ہے یا نہیں کہ پہلے تو اُسی براہین احمدیہ کے الہامات سے اُنھوں نے اپنے کو مثیل مسیح سمجھا اور ازالۃ الاوہام میں صاف لکھدیا کہ ''مسیح موعود نہیں ہوں ایسا خیال کرنے والا کم فہم ہے'' اور پھر کشتی نوح میں اُسی براہین احمدیہ کے

الہامات سے اپنے کو مسیح موعود خیال کر لیا اور غلط تحریر کر دیا کہ اس دعوی میں کوئی نئی بات نہیں ہے چونکہ مسیح موعود ایک ہی ہوں گے اور مرزا صاحب پہلے لکھ چکے ہیں کہ میرے جیسے دس ہزار تک آ سکتے ہیں۔ اس لئے کشتی نوح والی تحریر میں یکدم نئی بات ہو گئی جو اُن کی پہلی تحریر سے جھوٹ ہو جاتی ہے۔

(۶) کشتی نوح میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

''اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی۔ اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مُراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بناویں گے۔ اور نیز کہا گیا کہ یہ وُہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنیوالا تھا۔ جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے۔ اور شک محض نافہمی سے ہے۔

(خ ص ۵۲ ج ۱۹)

عزیزم دیکھو! مرزا صاحب اپنی پہلی تحریر میں مسیح ابن مریم سے انکار کر رہے ہیں، جو مرزا صاحب کو مسیح ابن مریم کہے، اس کو مرزا صاحب مفتری اور کذاب کہہ رہے ہیں۔ اب تم ہی ایماناً دل پر ہاتھ رکھ کر خدا کو حاضر و ناظر جان کر اپنے کانشنس سے جواب طلب کرو کہ ایسا شخص جس کے ہوش و حواس درست نہ ہوں، جس کو اپنی تحریرات کا خیال نہ ہو کہ کہیں کچھ لکھدیا اور کہیں کچھ۔ جو شخص اپنے ایک ہی الہام کا مطلب کہیں کچھ کہتا ہے اور کہیں صریح اس کے مخالف بیان کرتا ہے، پھر جس الہام کے معنی وہ مسیح موعود سمجھے کیا وجہ کہ کہ یہ نہ کہا جائے کہ اس کے معنی یہ تھے کہ تو مسیح موعود نہیں ہے اور مرزا صاحب نے غلطی سے اُس کے معنی یہ سمجھ لئے کہ ''میں مسیح موعود ہوں''۔

اب غور کرو کہ جس کے صریح اقوال اُسے جھوٹا بتاتے ہوں وہ مسیح موعود ہو سکتا ہے؟۔ جب تعصب سے علیحدہ ہو کر خیال کرو گے تو ضرور دل یہی جواب دے گا کہ مرزا صاحب جھوٹے تھے۔ اور یہ بھی بتلاؤ کہ ان دونوں تحریروں میں سے کونسی تحریر کو جھوٹی تسلیم کرتے ہو! اگر ایک جھوٹی ہے تو پھر دوسرے کے جھوٹی نہ ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟؟۔

مرزا قادیانی کی بدحواسی

اتنا ہی نہیں بلکہ مرزا صاحب کی بدحواسی اور دیکھو۔مرزا صاحب خود ہی ابن مریم بھی بنے ہیں، کشتی نوح صفحہ(خ ۵۰ ج ۱۹) میں لکھتے ہیں کہ:

''میں پہلے مریم بنایا گیا اور مریم کی طرح عیسیٰ کی رُوح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ چہارم صفحہ ۵۵۶ میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔پس اس طور سے مَیں ابن مریم ٹھہرا'' (مفہوم)

ذرا غور کرو! یہ کیسے مہملات ہیں جو مسیح موعود بننے کے لئے کئے گئے ہیں۔کسی اور نبی اور رسول نے ایسی باتیں بنائی ہیں؟۔انبیاء علیہم السلام کی شان ایسے مہملات سے مبرّا ہے۔ایسے مہملات کے سنبھالنے کے لئے ایک منہاج نبوت بنایا گیا ہے جس کی حقیقت اور لغویت انشاءاللہ عنقریب ظاہر ہو جائے گی۔

اب یہ تو بتلاؤ کہ مرزا صاحب کتنی مدت تک مریم رہے؟ اتنے دنوں تک کسی غیر محرم کے سامنے آتے جاتے تھے یا نہیں؟ اور جب استعارے کے رنگ میں وہ حاملہ تھے تو کوئی بوجھ حمل کا اُن پر ہوا تھا یا نہیں؟ اور جس وقت مریم سے عیسیٰ پیدا ہوئے تو کوئی تکلیف درد زہ کی ہوئی یا نہیں؟ اور کچھ زمانہ تک نماز روزہ معاف ہو گیا تھا یا نہیں؟ کیوں کہ وہ زمانہ عورتوں کے معافی کا ہے۔پھر عیسیٰ ہونے کے ساتویں دن بعد عقیقہ ہوا تھا یا نہیں؟ کیوں کہ یہ ایک سنت ہے اور مسیح موعود سے سنت کا ترک ہونا محال ہے۔اس عقیقہ کی دعوت میں کتنے لوگ شریک ہوئے تھے؟ بکرا یا بکری ذبح کی گئی تھی یا نہیں؟ اور پھر جب عیسیٰ ہو چکے اور اپنے کو ظل عیسیٰ کہنے لگے تو اصلی عیسیٰ علیہ السلام کی سنت کو چھوڑ کر شادی کیوں کر لی؟۔ اور شادی کرنے کے بعد آخر عمر میں ایک نو سالہ لڑکی پر عاشق کیوں ہو گئے؟۔

جذبہ عشق میں آکر عقل سلیم کو بھی خیر باد کہہ کر اُس لڑکی کے پھوپھا اور پھوپی کو جو مرزا صاحب کے سمدھی تھے اور اس کے والد کو خوشامد اور چاپلوسی و دھمکی کے خطوط کیوں لکھنے لگے؟۔شادی نہیں کر دینے پر اُس کے پھوپھا کی لڑکی کو جو مرزا صاحب کے لڑکے کی بیوی تھی اپنے بیٹے سے طلاق کیوں دلوانے لگے؟ اور طلاق نہیں دینے پر اپنے بیٹے کو عاق کیوں کر دیا؟۔اور عاق کر دینے پر ترکہ سے محروم کیوں کر دیا؟۔یہ مسئلہ کس شرع کا ہے؟۔کیا یہی شان مسیح موعود کی ہوگی؟ نہیں ہرگز نہیں۔

ہائے افسوس! مرزا صاحب کی حالت پر کوئی مرزائی غور نہیں کرتا ہے اور دکھلانے والوں کو بُرے الفاظ کے ساتھ یاد کرتا ہے۔اپنے مسیح کاذب کی دروغ گوئی، مکاری، فریب دہی کو ملاحظہ کرو کہ کس کس چال سے وہ اپنے کو مسیح موعود منوانا چاہتے ہیں اور نہ ماننے والوں کو گالیاں دیتے ہیں۔اب اگر جواب میں کسی نے کچھ کہا تو اس نے ''جزاء سیئة سیئة'' پر عمل کیا۔

(۷) یہ بات ثابت کر دی گئی کہ پیشین گوئی کرنا سچے ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی، بہت جھوٹے رمّال پیشین گوئی کرتے پھرتے ہیں۔پیشین گوئی کو نبوت کا نشان کہنا محض غلط ہے۔مگر اُنھیں پیشین گوئیوں کو مرزا صاحب اپنا نشان کہتے ہیں۔

اے عزیز تمھیں نہیں معلوم کہ پنڈے اور رمال پیشین گوئیاں کرتے پھرتے ہیں؛ پھر جو بات معمولی لوگ کرتے ہیں وہ کسی مقدس یا نبی کا نشان کیسے ہو سکتا ہے؟۔ذرا تو سوچو! اس کے بعد ہمارے علماء نے یہ بھی دکھا دیا کہ اگر تمھاری غلط بات، سمجھانے کے لئے صحیح مان لی جائے تو وہ پیشین گوئیاں جنھیں مرزا صاحب نے اپنی صداقت کا معیار اور نہایت ہی عظیم الشان نشان قرار دیا تھا وہ بالکل غلط ثابت ہوئیں اور اس میں جو متعدد وعدۂ خداوندی مرزا صاحب نے بیان کئے تھے وہ سب غلط ہو گئے۔اس لئے بموجب ارشاد خداوندی، مرزا صاحب کاذب ٹھہرے۔ان نصوص کا بیان متعدد رسالوں میں کیا گیا ہے، خصوصاً فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ ملاحظہ ہو۔

(۸) جو کچھ میں نے بیان کیا اس کے لئے ضروری ہے کہ تم ہمارے علماء کے رسالے دیکھو۔مگر تمھارے مولوی (پنڈت) نے اُن کے دیکھنے کو منع کر دیا ہوگا۔اس لئے میں مرزا صاحب ہی کا قول پیش کرتا ہوں اُسے تو دیکھو کہ مرزا صاحب اپنے صاف اقرار سے جھوٹے ہیں۔رسالہ بدر مورخہ ۱۹ جولائی ۱۹۰۶ء میں مرزا صاحب کا یہ قول ہے کہ:

''میرا کام جس کے لئے میں کھڑا ہوا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت اور شان دنیا پر ظاہر کروں پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے اور وہ انجام کو نہیں دیکھتی اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود و مہدی موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں''

اے عزیز! یہ مرزا صاحب کا کلام ہے اس میں نہایت صاف طور سے مسیح موعود کے تین کام بتائے ہیں۔پہلا کام عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنا۔دوسرا کام تثلیث پرستی کی جگہ توحید پھیلانا، یعنی یہ نہیں کہ تثلیث کی جگہ بت پرستی کرائیں بلکہ توحید پھیلائیں۔تیسرا کام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کا ظاہر کرنا۔

اب تم بتاؤ کہ مرزا صاحب نے جو مسیح موعود کے تین کام بتائے تھے اُن میں ایک کام بھی کیا؟۔خدا کے لئے ذرا سر جھکا کر غور کرو۔تثلیث پرستی کا ستون توڑنا تو بہت بڑی بات تھی اُن کی وجہ سے تو عیسائیوں نے تثلیث پرستی سے توبہ بھی نہیں کی۔اُن کے اس قدر شور غل سے سو پچاس بت پرست ایمان نہیں لائے اور توحید پرست نہیں ہوئے۔انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت شان کیا ظاہر کی بلکہ اس کے برعکس اپنے اقوال سے آپؐ کی توہین ثابت کی اور اُن کے مریدین کر رہے ہیں۔

مثلاً ضمیمہ انجام آتھم (خ ۳۳۰۔۳۳۷ ج ۱۱) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

دو پیشین گوئیاں اپنی نسبت بیان کیں اور وہ دونوں جھوٹی ہوئیں۔پھر کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلط فہمی ثابت کی جاتی ہے، دیکھو القائے شیطانی ص ۵۴۔

اے عزیز آنکھیں کھول کر دیکھو کہ مرزا صاحب نے جو کام مسیح موعود کا بتایا تھا وہ ہرگز نہیں ہوا بلکہ برعکس کیا۔پھر کیا وجہ ہے کہ تم اُن کے قول کے بموجب، تم انھیں جھوٹا نہیں کہتے؟ اور ان کے جھوٹے ہونے پر گواہی نہیں دیتے؟۔یہ کیا اندھیر ہے؟۔

مرزائیوں کے لئے نصیحت باندازِ دیگر

اب میں تمھیں دوسری طرح سے سمجھاتا ہوں؛ خدا کے لئے غور سے دیکھو۔مرزا صاحب کی تحریر سے روشن ہو رہا ہے کہ جولائی ۱۹۰۶ء تک مرزا صاحب سے یہ کام انجام نہیں ہو پایا تھا اور اس وقت تک یہ علت غائی ظہور میں نہ آئی تھی۔یعنی اس وقت تک نہ تثلیث پرستی ٹوٹی اور نہ توحید پھیلی تھی اسی وجہ سے صاف کہہ رہے ہیں کہ ''اگر یہ علت غائی میری زندگی میں ظہور میں نہ آئی تو میں جھوٹا ہوں'' مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں مر گئے۔اب یہ تو بتلاؤ جولائی ۱۹۰۶ء سے مئی ۱۹۰۸ء تک مرزا صاحب نے عیسیٰ پرستی کے ستون کو کیا توڑا اور اس کی جگہ پر کہاں توحید پھیلائی اور حمایت اسلام کی۔

اب غالباً تمھارے بہکانے والے تمھیں اس طرح بہکائیں گے کہ مرزا صاحب نے ایک رسالہ لکھ کر ثابت کر دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے، اس سے تثلیث باطل ہوگئی اور تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹ گیا۔میں کہتا ہوں کہ کیسی نادانی کی بات ہے۔تم بھی غور کرو کہ چند اوراق سیاہ کرنے سے تثلیث پرستی کا ستون ٹوٹ گیا؟ اور اس کے ماننے والے نہ رہے؟۔تثلیث کا بطلان تو اگلے علماء نے بہت کچھ کیا ہے یہاں تک کہ حضرت مسیح کی موت بھی عیسائیوں کی اور یہود کی کتاب سے ثابت کی ہے۔پھر اس سے کیا وہ مسیح موعود ہو گئے؟۔تمھیں اور تمھاری جماعت کو تو وہ کام دکھانا چاہئے جو مسیح موعود سے مخصوص ہے۔جیسا کہ مرزا صاحب لکھ رہے ہیں۔اگر تثلیث کا بطلان دیکھنا چاہتے ہو تو مولوی رحمت اللہ مرحوم کی کتابیں دیکھو، جو مرزا صاحب کے وجود سے قبل لکھی گئی ہیں۔اور اگر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ثبوت چاہتے ہو تو مولوی چراغ علی مرحوم اور سرسید کی تحریریں دیکھو۔ انھوں نے عیسائیوں کی عبرانی اور یونانی کتابوں سے ثابت کیا ہے اور قرآن شریف سے بھی۔ مرزا صاحب نے تو کچھ انہیں سے چرا کر لمبی چوڑی باتیں بنائی ہیں جن کا رد مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے کر دیا ہے۔ اور لطف یہ ہے کہ تمھارے بہکانے والوں کے جواب کا رد تو خود مرزا صاحب کی تحریر سے ظاہر ہے۔ کیوں کہ تثلیث کا ستون توڑنے کے لئے ۱۹۰۶ء میں وعدہ کر رہے ہیں اور اشاعت توحید اور حمایت اسلام کر دکھانے کا بھی وعدہ دے رہے ہیں۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی موت کے ثبوت میں جو ازالۃ الاوہام کے صفحہ ۲۴۶ وغیرہ میں لکھا ہے وہ اس دعوے کے پندرہ برس پہلے لکھا جا چکا ہے، کیوں کہ ازالۃ الاوہام ۱۸۹۱ء میں شائع ہوا ہے۔ اگر اس کا لکھنا ستون کا توڑنا تھا تو مرزا صاحب یہ لکھتے کہ میں ستون توڑ دیا۔ مگر یہ نہیں لکھا بلکہ آئندہ توڑنے کا وعدہ کیا جس سے بہکانے والوں کا رد مرزا صاحب ہی نے کر دیا۔

ستونِ تثلیث پرستی توڑنے کا مرزائی ڈھونگ

(۹) اس کے علاوہ میں تم سے ایک بڑے پایہ کی بات کہتا ہوں جو تمھارے بہکانے والوں کے خیال میں بھی نہ ہوگی۔ وہ یہ کہ تثلیث پرستوں کا یہ اعتقاد تو نہیں ہے کہ جب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں آئے جس کو انیس سو برس ہوتے ہیں، اس وقت سے تثلیث شروع ہوئی اور ان کے دنیاوی وجود پر اس کا ثبوت منحصر ہے جب وہ پیدا نہ ہوئے تھے اس وقت تثلیث نہ تھی۔ اسی طرح اگر وہ مر جائیں تو تثلیث باطل ہو جائے، یہ خیال نہایت ناواقفی اور کم علمی کی وجہ سے ہے۔ کیوں کہ تثلیث پرستوں کے خیال میں تو تثلیث خدا تعالیٰ کی ذات میں داخل ہے۔ اس لئے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیاوی وجود سے پہلے اُن روحانی وجود سے تثلیث قائم تھی اسی طرح اگر اُن کا جسمانی وجود نہ رہے تو اُن کے خیال کے بموجب ان کی روحانی وجود سے تثلیث قائم رہے گی۔ پھر ان کی موت ثابت کرنے سے تثلیث کا ستون کیسے ٹوٹ گیا؟۔

یہ نہایت صاف بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے ان کی خیالی تثلیث کا بطلان ہرگز نہیں ہوتا۔ اس لئے تمھاری جماعت کا مذکورہ جواب بالکل غلط ہے، کئی وجہ سے اس کی غلطی ظاہر ہے۔ اور مرزا صاحب بالیقین اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ہیں۔ اگر تمھاری جماعت کو اُن کے سچے ہونے کا دعویٰ ہے تو ہماری باتوں کا جواب دے اور جو کام مسیح موعود کے خود مرزا صاحب نے اِس قول میں بیان کئے ہیں اُن کا وجود دکھلائے۔ اُنھوں نے توحید کہاں پھیلائی؟ کون سے مشرکوں کو انھوں نے مسلمان بنایا؟ اسلام کی حمایت اُنھوں نے کیا کی؟۔

اے عزیز! کیا یہی حمایت کی، کہ دنیا میں جو چالیس کروڑ مسلمان تھے اُن کو کافر کر کے دنیا سے اسلام کو گویا ناپید کر دیا؛ یہ اسلام کی تائید ہوئی؟۔ سبحان اللہ! اِس پر غور کر کے کچھ شرم کرو! اور یہ کہو کہ مرزا صاحب کے کہنے کے بموجب تم ان کے جھوٹے ہونے پر گواہی کیوں نہیں دیتے۔ اس میں تمھیں اور تمھاری جماعت کو کیا عذر ہے؟۔ جو جھوٹا عذر کر سکتے تھے سو اس کا جواب دیا گیا اور نہایت شافی جواب دیا گیا۔ اب اگر اس سچی شہادت دینے میں کوئی عذر ہو تو ضرور بیان کرو، میں اس کے سننے کا مشتاق ہوں۔

ہاں! یہ بھی خیال رہے کہ اس قول نے تو مرزا صاحب کے سارے نشانات ہی بے کار کر دیئے، اب تو تمھارے مرشد بے نشان رہ گئے اور اپنے اقرار سے جھوٹے ہو گئے: پھر ایسے شخص کی سچائی قرآن مجید سے ثابت کرنا چاہتے ہو، شرم! شرم!۔

اس کے بعد ایک اور قول بھی دیکھو جس سے مذکورہ قول کی شرح ہوتی ہے اور ان کے جھوٹے ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ مرزا صاحب ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۳۰ سے ۳۵ تک (رخ ص ۳۱۴ تا ۳۱۹ ج ۱۱) میں تحریر کرتے ہیں:

"اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا

مر جانا ضروری ہے یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے۔ اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے۔ تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کروں گا۔''

یہ مرزا صاحب کا قول ہے اس پر خوب نظر کرو! اس میں مرزا صاحب اپنی صداقت کے ثبوت میں تین علامتیں بیان کرتے ہیں۔

ایک یہ کہ سات برس کے اندر اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر ہوں۔

دوسری یہ کہ اِس سات برس کی مدت میں مسیح کے ہاتھ سے یعنی میرے ذریعہ سے ادیان باطلہ یعنی جھوٹے دینوں کا مثلاً عیسائی، ہنود وغیرہ کا مذہب مرجائے گا۔

تیسری یہ کہ عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے گا اور دنیا اور رنگت پکڑ جائے گی۔

یہاں مرزا صاحب نے نہایت صفائی سے مسیح موعود کے کام اور ان کے نشانات بیان کئے، جس سے پہلے قول کی بخوبی تشریح ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ تثلیث پرستی کے ستون توڑنے سے ان کا یہ مقصود تھا کہ تثلیث پرستوں کا مذہب مردہ ہو جائے گا اور عیسائی، مسلمان ہوں گے۔

یہاں یہ خوب خیال رہے کہ مرزا صاحب مسیح موعود کا کام بتاتے ہیں اور حدیثوں سے بھی مسیح موعود کا یہی کام معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ حقیقت المسیح میں وہ حدیث لکھی ہے۔

''اور جو دینی کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء کے لئے معین ہو چکا ہے وہ ہر طرح انہیں کرنا ضرور ہے وہ کریں گے، خلق انھیں تکلیف دے اور اُن کی سنے یا نہ سنے۔''

بہر حال اس علامت کا پایا جانا مرزا صاحب ضروری بتاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ'' اگر اس سات برس کی مدت میں اِن باتوں کا ظہور نہ ہو تو میں اپنے

تئیں جھوٹا خیال کرلوں گا'' مرزا صاحب کا یہ قول، ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء کا ہے۔ اس کے بعد پورے گیارہ برس زندہ رہے، اب ساری دنیا دیکھ رہی ہے کہ سات برس کیا، گیارہ برس میں بھی اُن علامتوں کا نشان بھی نہیں پایا گیا۔

اے عزیز! تم بھی آنکھیں کھول کر دیکھو کہ اسلام کی خدمت میں ان کا کیا اثر نمایاں ہوا؟ اُن کی وجہ کتنے آریہ، اور عیسائی وغیرہ ایمان لائے؟ کون جھوٹا دین ان کی وجہ سے مردہ ہوا؟ دنیا نے کون سی اچھی رنگت پکڑی؟۔ یہ تو نہایت ظاہر ہے کہ یہ کچھ نہیں ہوا۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تم اُنھیں جھوٹا خیال نہیں کرتے اور اپنی عاقبت برباد کررہے ہو۔ کیا تمھیں اب خیال نہ ہوگا کہ مرزا صاحب کی صداقت کے ثبوت میں جو آیتیں پیش کی گئی ہیں وہ تمھیں اور عوام کو دھوکہ دیا گیا ہے۔ بھلا ایسے جھوٹے شخص کی صداقت قرآن شریف میں ہوسکتی ہے جس کا جھوٹا ہونا خود اس کے متعدد اقراروں سے ظاہر ہو؟۔ تم اس کا یقین کرو کہ مسیح موعود کی جو علامتیں حدیث میں آئی ہیں اور حقانی علماء نے لکھی ہیں وہ مرزا صاحب میں ہرگز نہیں پائی گئیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اُس نے اُن کی زبان سے اس کا فیصلہ کردیا۔ اس کے بعد بھی مرزا صاحب کو سچا نبی اور مسیح موعود مانتے رہنا کس قدر بے ایمانی اور بددیانتی کی بات ہے۔ کیوں کہ مرزا صاحب میں وہ حالت نہیں پائی گئی جو مسیح موعود کے لئے حدیثوں میں آئی ہے اور خود بتلا رہے ہیں۔ بلکہ مطابق اپنے پختہ اقرار کے جھوٹے ثابت ہوگئے۔

غرض کہ اس نونمبر میں اچھی طرح سے دکھلا دیا گیا کہ مرزا صاحب مطابق معیار قرآن مجید وحدیث کے اور اپنے قول وفعل اور اقرار سے مسیح کاذب ثابت ہورہے ہیں پھر ایسے مسیح کاذب کو مسیح صادق کہے جانا، خَتَمَ اللهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ[1] کی نشانی نہیں ہے تو کیا ہے۔

یہی لاجواب اعتراضات مرزا صاحب پر کئے گئے ہیں اور مرزائی جماعت اُن کے جواب کے عاجز ہے اس لئے ایک خواب کو پیش کرکے عوام کو دھوکہ دینا چاہتی ہے۔

---

[1] ترجمہ: یعنی جنھوں نے سچ بات کو نہ مانا اور اپنے جھوٹے مذہب پر اڑے رہے ان کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن کے دلوں پر مہر کردی گئی ہے یہ حق بات کبھی نہ مانیں گے۔ (بقرہ: ۷) مصنفؒ

خواب اور اُن کی تعبیریں

تمھاری تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو خواب حضرت ابو احمد رحمانی مدّ فیضہم نے دیکھا تھا اور جس کو تم گندگی سے تعبیر کرتے ہو اور مصنف ''اسرار نہانی'' نے اپنی تمام کتاب میں اسی جملہ کے اوپر اُن کی ولایت اور درویشی کو غلط ثابت کرنے کے لئے اپنی طرف سے معیار قرار دے لیا ہے، میں کہتا ہوں کہ مصنف اسرار نہانی کو جہل مرکب کے علاوہ تعصب اور طمع دنیا نے اندھا کر دیا اور حضرت اقدس کے لاجواب رسالوں کو دیکھ کر وہ اور اسکے معین و مددگار، سب (نے) جواب سے عاجز ہو کر یہ رسالہ لکھا تھا کہ حضرت مؤلف مد فیضہم کی توجہ دوسری طرف پھرے اور ہم کو اعتراضوں سے مہلت ملے، عوام بھی دوسری طرف متوجہ ہو جائیں۔ اسکے بعد اُنھیں یہ بھی امید تھی کہ قادیان میں ہماری قدر و منزلت ہوگی چنانچہ اُن کی امید پوری ہوئی اور پچاس روپئے کی تنخواہ جو اُن کی حیثیت سے بہت زیادہ ہے مقرر ہوگئی اور دنیا میں اُنھیں اس کا نتیجہ تھوڑے دن کے لئے مل گیا جیسا (کہ) اِس وقت بہت (سے) بے دینوں اور کافروں کو مل رہا ہے، آئندہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ دیکھیں گے۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اگر تمھیں اور اُنھیں خوف خدا کے ساتھ کچھ علم ہوتا تو ہرگز ایسا رسالہ شائع نہ کرتے اور نہ تم ایسا خط میرے پاس بھیجتے۔ چونکہ تم لوگوں کو تعصب نے اندھا کر دیا ہے اس لئے تم لوگوں کو اچھی بات بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ دیکھو اور خوب غور سے دیکھو، اس کو میں واضح طور سے بیان کر دیتا ہوں، شاید اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو توبہ کی توفیق عنایت فرماوے۔

خواب کی تعبیر نہایت مشکل ہے اسی وجہ سے اگلے بزرگوں میں بعض بزرگ تعبیر دینے میں مشہور ہیں مثلاً ابن سیرینؒ، اگر مؤلف ''اسرار نہانی'' کے مثل عام لوگ خواب کی تعبیر دے سکتے تو یہ خصوصیت کیوں ہوتی کہ ابن سیرین تعبیر دیتے ہیں۔ بعض خوابوں کی تعبیر بالکل الٹی ہوتی ہے، یہ مشہور بات ہے کہ جب کوئی اپنے آپ کو یا کسی دوسرے کو مردہ

دیکھے تو اُس کی تعبیر یہ ہے کہ اُس کی عمر زیادہ ہوگی۔ آپ کے مرزا صاحب بھی جا بجا لکھتے ہیں کہ بعض وقت خواب کی تعبیر الٹی ہوتی ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ایک ہی خواب کی تعبیر دیکھنے والے کے لحاظ و حالت سے مختلف ہوتی ہے۔ اس قسم کے خواب کی مثالیں لکھی ہیں مگر یہاں لکھنا فضول معلوم ہوتا ہے۔ البتہ دو خواب اور اُن کی عجیب و غریب تعبیریں نقل کرتا ہوں تم دیکھو۔

حضرت باوا فرید گنج شکرؒ ابن سیرینؒ کی تعریف کرتے ہیں اور بعض خواب لکھتے ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص ماہ رمضان میں آپ کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ انگشتری میرے ہاتھ میں ہے اور میں لوگوں کے منہ اور عورتوں کے فرجوں پر مہریں لگا رہا ہوں۔ ابن سیرینؒ نے کہا کیا تو مؤذن ہے؟ (اُس نے) کہا، ہاں، (ابن سیرین نے) فرمایا، پھر تو اذان ٹھیک وقت پر کیوں نہیں دیتا۔

ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ (لوگ) روغن تلوں سے نکالتے ہیں اور میں پھر اسی تلوں میں ملا دیتا ہوں۔ ابن سیرین نے فرمایا کہ جو عورت تیرے گھر میں ہے وہ ایسا نہ ہو کہ تیری ماں ہو؛ تو اچھی طرح تحقیقات کر۔ وہ شخص گھر میں آیا اور اس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اس کی والدہ تھی۔

اب اِن خوابوں میں اور اُن کی تعبیر میں غور کرو کہ بزرگوں نے اسے عجیب و غریب لکھا ہے اور حضرت اقدس کا خواب تو ایسا مشہور اور مستند ہے کہ بہت (سے) بزرگوں نے اِس خواب کا عمدہ ہونا بیان کیا ہے۔ اگر خوف خدا اور حق طلبی ہے تو دیکھو اور انصاف کرو۔ اس سے تمھارے بہکانے والے کی حالت معلوم ہو جائے گی۔

اوّل یہ بات نہایت مشہور ہے کہ بی بی زبیدہ خاتون نے یہ خواب دیکھا تھا کہ میں لیٹی ہوں اور انسان اور جانور چلے آتے ہیں اور ہر ایک مجھ سے صحبت کرتا ہے اور چلا جاتا ہے۔ جس کی تعبیر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتائی تھی کہ اُس عورت سے کوئی ایسا کام ہوگا جس سے کثرت سے لوگ و جانور اُن سے فیض یاب ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ

بی بی زبیدہ خاتون نے مکہ معظّمہ میں نہر بنوائی جہاں شیریں پانی کی نہایت ضرورت تھی جس کی وجہ سے ساکنان مکہ معظّمہ اور تمام دنیا کے حاجی اور چرند و پرند فیضیاب ہوتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے۔ظاہراً یہ خواب کیسا برا معلوم ہوتا ہے، مگر اس کی تعبیر کیسی عمدہ ہے اور ایسا خواب دیکھنے والے سے کس قدر فیض جاری ہوا۔

دوسرے حضرت مخدوم شرف الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ جو اپنے وقت کے قطب الاقطاب تھے۔ارشاد السالکین میں تحریر فرماتے ہیں:

”تا سالک سر برادر خود را نبرد مسلماں نہ شود و تا بمادر خود جفت نہ شود
مسلماں نہ شود“

حضرت ممدوح اس خواب پر ولایت و مسلمانی کو منحصر فرماتے ہیں یعنی جا کامل مسلمان اور ولی ہوگا وہ ضرور اس خواب کو دیکھے گا۔

اب اپنی جماعت پر افسوس کرو کہ کیسی عمدہ بات کو گندہ بتا رہے ہیں اور ادنی سے لیکر اعلی تک یہاں تک کہ جو مدعی (مرزا قادیانی) کے صحابی (پنڈت) اور خلیفہ (گدی نشین) ہیں ان باتوں کو نہیں جانتے جو بڑے بڑے اولیاء اللہ نے لکھی ہیں اور اپنے گروہ کی بیہودہ گوئی اور غلط بیانی کو نہیں روکتے،اس سے اُن کی حالت بھی خوب معلوم ہوجاتی ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جنھیں تمھارے مولوی (مرزائی پوپ) عبد الماجد دوسری ہزار کا مجدد اور نبی مانتے ہیں وہ اپنے مکتوبات میں حضرت مخدوم شرف الدین صاحب بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے مذکورہ قول کی شرح میں بہت کچھ لکھتے ہیں۔ مکتوبات امام ربانی جلد سوم مکتوب ۳۳ دیکھو۔

اگر کچھ خوف خدا ہے، میں طوالت کے خوف سے نقل نہیں کرتا،اب دل میں غور کرو کہ ان بزرگوں کے مقابلہ میں میاں خلیل اور مولوی (مرزائی پوپ) عبد الماجد کی کچھ ہستی ہے جو ان بزرگوں کو چھوڑ کر اُن کی بات مانی جائے؟۔

حضرت جناب شاہ محمد آفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس خواب کی یوں تعبیر فرماتے ہیں

کہ ”جفت مادر“ کے معنی یہ ہیں کہ جس طرح سے ماں کے پیٹ سے انسان کی پیدائش ہے اور ماں اس کی اصل ہے اسی طرح کل انسانوں کی اصل مٹی ہے۔اس لئے ماں کے ساتھ صحبت کرنے سے یہ اشارہ ہے کہ اپنے اصل سے جاملا،یعنی خاک ہوگیا۔اور خاک ہونے کے بعد سالک،کمال کو پہنچتا ہے۔دیکھو کیسی صاف بات فرمائی ہے۔

تشریح قول حضرت شاہ محمد آفاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جب کوئی انسان مرد کامل بننا چاہتا ہے اور توفیق ربانی اس کے شامل حال ہوتی ہے اور الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا(عنکبوۃ. ٦٨) کے مطابق پوری سعی کرتا ہے اور مطابق ارشاد خداوندی، وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلاً(مزمل. ٧) ، کے ہر علائق و عوائق کو چھوڑ کر اُس معبود حقیقی کی طرف رجوع ہوجاتا ہے اور عبادت میں مصروف ہوجاتا ہے اور موتوا قبل ان تموتوا کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے،یعنی کامل طور سے اپنے وجود بشریت کی نفی کر لیتا ہے اور پورا متقی ہوجاتا ہے تو اس وقت مطابق ارشاد خداوندی، لہم البشریٰ فی الحیاۃ الدنیا اس کو دنیاوی زندگی میں بشارتیں دی جاتی ہیں۔ یہ بشارت بہت ذریعہ سے ہوتی ہے،کبھی بذریعہ الہام،کبھی بذریعہ کشف کے،کبھی بذریعہ رویاء صادقہ یعنی خواب وغیرہ وغیرہ۔من جملہ بشارتوں کے ایک بشارت یہ بھی ہے کہ بذریعہ خواب دکھلایا جاتا ہے کہ تو اپنی اصل مٹی سے مل گیا،یعنی اولیاء اللہ میں شامل ہوگیا۔ چونکہ صحبت کرتے وقت دو انسان مل جاتے ہیں غیریت باقی نہیں رہتی ہے اور چونکہ مرد کامل بھی اپنے وجود بشریت کو چھوڑ کر اپنی ہستی کی نفی کر چکا ہے اور اپنے اصل یعنی خاک سے جاملا ہے اس لئے اس کو اپنے اصل یعنی ماں کے ساتھ جس کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے جو اس کی مجازی اصل ہے صحبت کرتے ہوئے دکھلایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس مجازی اصل سے ملنے کے معنی، حقیقی اصل مٹی سے ملنا مراد ہوتا ہے۔ چونکہ تمھاری جماعت بزرگی اور بزرگوں کے حالات سے بے بہرہ ہے اس لئے ان باتوں سے واقف نہیں۔

رہ روعشق کو بتلاؤں میں کیا ملتا ہے — جب خودی اپنی مٹاتے ہیں خدا ملتا ہے
جب فنا اپنے کو کردیتے ہیں عشاق تمام — پھر ہمیشہ کے لئے ان کو بقا ملتا ہے

اعلیٰ حضرت جناب سیدنا مولانا شاہ فضل رحمان صاحب قدس سرہ العزیز نے بھی یہی خواب دیکھا تھا۔ حضرت موصوف ایسے ولی کامل گذرے ہیں کہ آپ کی ولایت کا ڈنکا ہندوستان کے علاوہ عرب سے عجم تک بج گیا۔ اور تمام ملکوں کے لوگ آکر مرید ہوئے۔ ایک زمانہ آپ کو قطب دوراں، غوث وقت، تسلیم کررہا ہے جس کے ثبوت میں صرف اس قدر کہہ دینا کافی ہے کہ وہاں سے نہ کوئی اشتہار بازی کی جاتی تھی اور نہ کوئی ماہواری رسالہ شائع ہوتا تھا اور نہ کسی کو بذریعہ خطوط بلایا جاتا تھا (جیسے کہ مرزا صاحب اپنے مشتہر ہونے کے لئے کارروائیاں کیا کرتے تھے) اس پر بھی حضرت موصوف کے یہاں روزانہ اتنے لوگ جاتے تھے اور فیض حاصل کرتے تھے کہ مرزا صاحب کو کبھی خواب میں بھی نصیب نہ ہوئے ہوں گے۔ حالانکہ وہاں لوگوں کے رہنے کی جگہ بھی نہ تھی، محض تھوڑی سی جگہ میں بڑے بڑے امیر الامراء، غریبوں کے ساتھ رہ کر دال روٹی کھا کر وہاں علیحدہ ہونا نہیں چاہتے تھے۔ یہ آپ کے ولی کامل ہونے کا اثر تھا کہ لوگوں کے قلوب خود بہ خود کھنچے چلے آتے تھے، یہ بہت بڑی کرامت آپ کی تھی جس سے کوئی مرزائی انکار نہیں کرسکتا ہے۔ آپ غیر ملکوں میں بھی بہت ہی مشہور تھے۔ چنانچہ آپ کے وصال کے بعد امام مدینہ منورہ نے ممبر پر چڑھ کر اعلان کیا کہ حضرت مولانا فضل رحمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ قطب الہند کا وصال ہوگیا ہے، ان کے جنازے کی نماز ہونی چاہئے۔ چنانچہ سب لوگوں نے آپ کے جنازے کی غائبانہ نماز مدینہ منورہ میں پڑھی۔

غرضیکہ یہ بات پوری طور سے ثابت ہوگئی کہ ایسا خواب دیکھنے والا ولی کامل، خدا کا بہت بڑا دوست ہے۔ اس کا ثبوت ہم اور جس کی آنکھیں ہیں وہ دیکھ رہا ہے کہ حضرت سیدنا، مولانا محمدؒ علی صاحب قبلہ مد فیضہم ایک گوشہ میں بیٹھے ہیں، نہ اپنی تعریف کا اشتہار کسی وقت دیا، نہ زبانی کسی قسم کا دعوی ہے، نہ کسی طریقہ سے کسی سے چندہ مانگا، جیسا کہ مرزا صاحب

نے اپنے لئے اختیار کیا تھا؛ مگر اللہ تعالیٰ مشہور کررہا ہے اور سارے کاموں کا کفیل ہے۔ خود بخود ہزاروں ہزار مخلوقات حضور کی خدمت مبارک میں آتی ہے اور اپنے اپنے استعداد کے مطابق فائدۂ دینی و دنیاوی حاصل کیا کرتی ہے۔ بعض دفعہ دنیاداروں پر ڈانٹیں بھی پڑتی ہیں مگر مخلوق ہے کہ مانتی ہے جوق در جوق چلی آتی ہے اور فیض حاصل کررہی ہے۔ یہ آپ کی ولایت کا اثر اور ولی کامل ہونے کا نہایت کھلا ہوا ثبوت ہے۔ خدا نے جن کے دلوں میں ایمان کی روشنی عنایت فرمائی ہے وہ دیکھتے ہیں اور فیض حاصل کیا کرتے ہیں۔ مگر جو لوگ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ(لقیہ. ٦) کے مصداق ہوچکے ہیں انھیں کچھ نظر نہیں آتا، در حقیقت وہ اندھے، بہرے، گونگے ہیں۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے "صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ(لقیہ. ١٧٠)" اس جگہ پر ایک گودام دار (اسٹاک روم کے مالک) اسی (نام) پنوخاں، کا خط جو انھوں نے ایک خواب دیکھنے کے بعد حضرت اقدس کے پاس میاں عبدالرحیم ساکن گوگری سے لکھوا کر بھیجا ہے، نقل کیا جاتا ہے؛ جس کے دیکھنے سے حضرت اقدس کی کرامت اور گروہ مرزائیہ کی گمراہی کا پورا پتہ چلتا ہے۔ وہ خط یہ ہے۔

اسرار نہانی کے متعلق ایک خوفناک خواب

فرقہ قادیانی سے دو شخص مقام کاس نگر (مونگیر سے متصل ایک گاؤں) میں ایک گودام دار چرسہ (بکری کی کھالوں کے گودام دار) کے پاس پہنچے اور ایک کتاب موسومہ اسرار نہانی مفت گودام دار صاحب کو اس نے دی اور زبانی بھی اپنی بہت کچھ صفائی دکھلائی۔ یہاں تک کہ گودام دار صاحب کے عقیدہ میں بھی خرابی پیدا ہوگئی۔ خدا کی شان کہ چند روز کے بعد اُنھوں نے یعنی گودام دار صاحب نے ایک خواب دیکھا کہ ایک دریا بہت بڑا ہے اور میں پار اترنا چاہتا ہوں مگر گھاٹ پر دو "بوچے" (گوہ کے بچوں کو مونگیر کی مقامی زبان میں بوچہ کہتے ہیں) منہ کھولے ہوئے بیٹھے ہیں اور مجھ کو نگل جانے کو چاہتے ہیں، میں بہت پریشان کھڑا تھا کہ اس

اثناء میں حضرت افضل الفضلاء اکمل الکملاء جناب مولانا سید محمد علی صاحب عمّ فیضھم باشوکت وشان ،تشریف فرما ہوئے اور مجھ سے فرمایا کہ جوان ،خوف مت کھاؤ،اڑکر پار ہوجاؤ۔اس ارشاد کے وقت حضورؒ نے اس نحیف کے پشت پر ہاتھ بھی پھیرا ، خدا کی شان کہ میں دریا پار ہوگیا اور اُن بوچوں سے نجات حاصل ہوگئی ۔اس کے صبح سے ہمارا عقیدہ جناب مولانا صاحب کی طرف خوب درست ہوگیا اور سمجھ گیا کہ کمبخت وہ دونوں قادیانی ، درحقیقت ’’بوچے‘‘ تھے جو مجھے کھا جانا یعنی میرے ایمان کو لینا چاہتے تھے اور بہکا کر جہنم میں ڈالتے تھے مگر حضرت اقدس نے خدا کے فضل سے دست گیری فرما کر اس سے چھوڑایا۔ میں مولانا کا مرید نہیں ہوں مگر خدا نے چاہا تو عنقریب حاضر خدمت ہوکر قدم بوسی حاصل کروں گا۔

راقم عبدالرحیم ساکن گوگری

اے عزیز! تم اس خط کو مکرر پڑھو اور غور کرو کہ ہمارے حضرت اقدس کی یہ کھلی کرامت ہے جس سے صاف ثابت ہوگیا کہ اگلے بزرگوں نے جو مذکورہ خواب کی تعبیر بیان کی ہے وہ نہایت صحیح ہے یعنی اس خواب کا دیکھنے والا کامل اولیاء اللہ میں (سے) ہے اور جو، اُن کے مخالف ہیں وہ مسلمانوں کے دشمن ہیں ۔اُن سے ایسے ہی بچنا چاہئے جیسے انسان کو بوچے سے بچنا چاہئے۔

اور یہ بھی اِس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بچنے کے لئے حضرت اقدس ہی کا دامن پکڑنا ضرور ہے ۔اللہ تعالیٰ انھیں کے طفیل سے اس دینی دشمنوں سے بچا سکتا ہے ۔

اے عزیز! اگر ایسی باتیں بھی دیکھ کر تمہارا ایمان درست نہ ہو تو بڑی افسوس کی بات ہے ۔ خدا سے ڈرو اور بری صحبت سے بچو۔حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس اللہ سرہٗ جو متقدمین کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ہوئے ہیں اپنے رسالہ ’’انسیہ‘‘ کے صفحہ ۳۵ میں تحریر فرماتے ہیں

ازاں مادر زادم دیگر بار اشدم جفتش
ازآنم گبر می خوانند کز مادر زناں کردم

جس ماں سے کہ میں پیدا ہوا ، دوسری مرتبہ اُس سے جفت ہوا۔اس وجہ سے مجھ کو گبر (بت پرست) لوگ کہتے ہیں کہ میں نے ماں سے زنا کیا۔

ظاہراً مفہوم تو اس کا جو ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے اس سے ہر بے علم شخص الزام لگا سکتا ہے مگر حقیقت کی نظر سے دیکھئے ،فرماتے ہیں کہ ماں ؛ دراصل خاک ہے جس سے میری طینت ہوئی اور میں پیدا ہوا۔اب دوبارہ اسی خاک سے ملنا کمال انکساری کی دلیل ہے جو بہرصورت مستحسن ہے ۔چنانچہ مولانا خود فرماتے ہیں:

’’مراد ازیں مادر طبیعت است ، بندہ بترک اختیار خود تفویض جزئیات وکلیات ، بخدا بمقام ’’ بِی یَسمَعُ و بِی یُبصِرُ ‘‘ می رسد‘‘

حضرت مولانا ابو احمد رحمانی مدفیضھم پر بھی یہی اعتراض مرزائی لگاتے ہیں ۔حضرت ممدوح تو اس کا کچھ جواب نہیں دیتے ہیں اور خاموش ہیں مگر حضرت مولانا یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ، ایسے الزام لگانے والوں کو’’گبر‘‘ کے لفظ سے یاد کرتے ہیں جیسا کہ اس شعر سے ظاہر سے ہوتا ہے ۔سچ ہے۔

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

خود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ میں سونے کا کنگن پہنے ہوئے ہوں حالانکہ مرد کو سونے کا کنگن پہننا حرام ہے۔گو یہ خواب بظاہر برا معلوم ہوتا ہے مگر تعبیر اس کی اچھی ہے ۔جس کی تشریح حدیث کی کتابوں میں موجود ہے ،طوالت کے خیال سے چھوڑتا ہوں۔

غرض بزرگان دین کے اقوال اور مذکورہ دونوں خواب، اسرار نہانی کے مؤلف کو جھوٹا ثابت کررہے ہیں ۔مرزائیوں کی بے علمی پر سخت حیرت ہوتی ہے کہ ایسی مشہور بات بھی نہیں جانتے ہیں اور ایسے مبارک خواب کو گندگی اور جھوٹ سے تعبیر کرتے ہیں ۔افسوس تو اس پر زیادہ ہے کہ مولوی (پنڈت) عبدالماجد صاحب مرزائی بھی ان بے علموں کو نہیں

سمجھاتے ہیں۔ہاں وہ کیوں سمجھانے لگے!وہ تو خودان سب باتوں سے بےعلم ہیں۔انھیں تصوف کی باتوں سے کیا علاقہ؟ان کی کتاب ’’القائے شیطانی‘‘ سے اُن کی دیانت وقابلیت کا پتہ چلتا ہے(رسالہ انواری ایمانی،ومحکمات ربانی،وصحیفہ رحمانیہ نمبر ۸،۹،۱۰،۱۱،۱۲،دیکھو)

تم اور مصنف ’’اسرار نہانی‘‘ ان سب باتوں سے بےخبر ہو اس کو دیکھ کر آئندہ کے لئے متنبہ ہو جاؤ بلکہ مصنف اسرار نہانی کو اپنے رسالہ کی تردید کرنی چاہئے۔مگر اب تو اس کی بدولت پچاس روپئے ماہوار کے نوکر ہوگئے،اب کیوں لکھیں گے۔اب تو انھیں صرف گمراہ کرنے کے لئے معقول تنخواہ ملتی ہے۔

محمدی بیگم سے متعلق مرزائیوں کا مغالطہ

تم لکھتے ہو کہ محمدی بیگم کا باپ،پیش گوئی کے مطابق،اس جہان فانی سے رخصت ہوگیا۔بعد اسکے مرنے کے اس کے خاندان کے لوگ چلاّ (چیخ) اٹھے اور مرزا صاحب سے معافی اور دعا کے لئے خط پر خط لکھنے لگے۔کئی شخص اس خاندان کے احمدی (اسلام سے مرتد ہوکر قادیانی) ہوگئے اور کئی شخص اپنی حالتوں میں تبدیلی پیدا کرتے گئے۔اور خود اس کا شوہر جس نے چندہی ماہ پہلے مرزا صاحب کی پیش گوئی کو جھوٹا سمجھ کر نہایت دلیری سے نکاح کر لیا تھا بعد مرنے اپنے سسر کے وہ بھی گھبراتا ہے اور لوگوں سے خط،حضرت مرزا صاحب کو معافی اور دعا کے لئے لکھواتا ہے اور مرزا صاحب کو ولی اور بزرگ یقین کرنے لگا۔مرزا صاحب کے مرنے کے بعد تک اسی یقین پر رہا جیسا کہ اس کے خط سے ظاہر ہوتا ہے۔چونکہ ان لوگوں نے اپنی حالتوں میں تبدیلی کرلی،اس لئے اس پر سزا کا حکم جاری نہ رکھا گیا یعنی مرنے سے بچ گیا۔اور جب مرنے سے بچ گیا اس لئے نکاح آسمانی بھی ٹل گیا۔

دنداں شکن جواب

عزیزم خوب دل لگا کر سنو!ان سب باتوں کا نہایت ہی عمدہ جواب،انوار ایمانی،

فیصلہ آسمانی،ہر سہ حصہ،اور النجم الثاقب وغیرہ میں اچھی طرح دیا جا چکا ہے۔اگر تم ان سب کتابوں کو غور سے پڑھے ہوتے تو ہرگز ایسا خط ہمارے پاس نہیں لکھتے۔میں تمھیں کہتا ہوں کہ ان سب کتابوں کو بغور پڑھو۔ان سے تمھیں معلوم ہو جائے گا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے بالکل غلط اور نہایت بناوٹ ہے۔مرزا صاحب کی تحریروں کے مطابق احمد بیگ کے داماد کا مرنا اور بیٹی کا مرزا صاحب کے نکاح میں آنا ضرور ہے۔یہ خدا کا وعدہ کسی طرح ٹل نہیں سکتا۔مگر چونکہ تمھاری بہی خواہی مجبور کرتی ہے اس لئے محض مختصر طور سے آں عزیز کو سمجھانے کی غرض سے تحریر کرتا ہوں۔

مرزا صاحب ۱۸۸۸ء میں الہاماً پیش گوئی کرتے ہیں کہ:

’’اُس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھے فرمایا کہ اِس شخص (یعنی احمد بیگ) کی دُختر کلاں کے نکاح کیلئے سلسلہ جنبانی کر......اگر (احمد بیگ نے اِس) نکاح سے انحراف کیا تو......یہ لڑکی جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وُہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اُس دُختر کا تین سال تک فوت ہوجائے گا اور آخر کار وہ لڑکی اسی عاجز کے نکاح میں آوے گی‘‘

(مفہوم آئینہ کمالات اسلام خ ص ۲۸۶،مجموعہ اشتہارات ج ا ص ۱۵۷،۱۵۸)

اس جگہ پر غور کرو کہ ان دونوں وعیدوں میں شوہر کے مرنے کی مدت اڑھائی برس اور اس کے والد کے مرنے کی مدت تین سال،بتلائی گئی۔اس الہام کا اقتضا نہایت ظاہر طور سے یہ ہے کہ پہلے اس کا شوہر مرے،پھر اس کا باپ؛کیوں کہ شوہر کے مرنے کی مدت کم اور باپ کے مرنے کی مدت زیادہ ہے۔اس لئے یہ الہام صاف بتا رہا ہے کہ پہلے اس کا شوہر مرے گا اس کے بعد اس کا باپ۔مگر ایسا نہیں ہوا۔اس سے صاف ظاہر ہے کہ احمد بیگ الہام کے مطابق نہیں مرا اور بالیقین معلوم ہوا کہ یہ الہام ربانی نہ تھا۔کیوں کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب کو تو ہر شخص کے موت کی خبر ہے۔وہ جانتا ہے کون کب مرے گا۔اپنے علم کے خلاف وہ عالم الغیوب،الہام نہیں کرسکتا ہے۔مطابق الہام کے ظہور ہونے میں فائدہ

یہ ہوتا کہ پہلے اس کا شوہر مرتا، پھر اس کا باپ، تو یہ دونوں وعیدیں بھی پوری ہوجاتیں اور ان دونوں کے مرنے کے بعد مطابق وعدۂ خداوندی کے اس لڑکی سے مرزا صاحب کا نکاح بھی ہوجاتا۔غرض ہر طور سے الہام اس علام الغیوب کا جو مرزا صاحب کو کیا گیا تھا پورا ہوجاتا مگر ایسا نہیں ہوا۔اگر اس کے باپ ہی کا پہلے مرنا تقدیر الٰہی میں مقدر ہوچکا تھا اور اُس کے باپ کے مرنے کی وجہ سے اس کے شوہر کو خوف، ہراس، غم، اَلم کا ہونا اور مرزا صاحب سے قصور معاف کرانا، اُن کو خط لکھنا یا لکھوانا اور مرزا صاحب کے مرنے کے بعد تک اس کے شوہر کا زندہ رہنا اور تازیست اپنے بیوی کو اپنے قبضہ میں رکھنا، تقدیر الٰہی میں مقدر ہوچکا تھا تو پھر اللہ تعالیٰ علام الغیوب نے مرزا صاحب سے ایسا کیوں کہا کہ ’’ڈھائی برس کے اندر اس کا شوہر مرے گا اور تین برس کے اندر اس کا باپ، اور انجام کار آخر کار وہ لڑکی تیرے نکاح میں آوے گی اور سب موانع دور ہوجائیں گے‘‘ اور بار بار الہام ہوا کہ آخر کار اور انجام کار وہ لڑکی تمھارے نکاح میں ضرور آئے گی؛ اس قدر اصرار اور تاکید سے وعدۂ الٰہی کیوں ہوا؟۔

اب خوب غور سے خیال کرو کہ جو مانع پیش آیا تھا اس کا علم بھی تو اللہ تعالیٰ کو تھا۔اگر تمھاری جماعت کے اعتقاد میں اللہ تعالیٰ اس مانع کے دور کرنے پر قادر نہ تھا یا کسی وجہ سے وہ دور نہیں ہوسکتا تھا تو اللہ تعالیٰ کا باصرار بار بار یہ کہنا کہ ’’انجام کار وہ لڑکی تیرے نکاح میں آئے گی اور سب مانع دور ہوجائیں گے‘‘ کیسا صریح غلط ہوا۔کیا خدائے پاک کی ایسی شان ہوسکتی ہے کہ وہ ایسا محکم وعدہ کرکے پورا نہ کرے؟۔اگر کوئی شریف آدمی، اس طرح وعدہ کرکے پورا نہ کرے تو کس قدر اسے برا سمجھا جاتا ہے۔پھر اُس ذات پاک پر ایسا الزام لگانا کس قدر بے ایمانی کی بات ہے۔چونکہ یہ بات مسلّم الثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے، اس کو ضرور خبر تھی کہ سب مانع دور ہوں گے، باوجود اس علم کے بھی مرزا صاحب سے اس نے حتمی وعدہ کرلیا اور نہایت زور سے نکاح میں لانے کا اُنھیں یقین دلایا، اس کا نتیجہ یہ ضرور ہوا کہ اس نے قصداً جھوٹا وعدہ کیا۔

اے عزیز! اللہ تعالیٰ کی نسبت ایسی بدگمانی مت رکھو۔اللہ تعالیٰ علام الغیوب اور ہر عیب سے پاک ومنزہ ہے۔اس لئے یہاں پر اب ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب کا یہ الہام شیطانی تھا، یا مرزا صاحب نے شادی ہوجانے کی غرض سے خدا پر افترا کیا۔مرزائی حضرات اگر اللہ تعالیٰ کو علام الغیوب اور صادق الوعد سمجھتے ہیں تو مرزا صاحب کے اس الہام کو الہام شیطانی یا افترا کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔اور اگر مرزا صاحب کو سچا جانتے ہیں اور اس الہام کو الہام ربانی کہتے ہیں تو گویا خدا پر الزام دیتے ہیں۔گو ظاہر الفاظ میں نہ ہو مگر معنیً ضرور دیتے ہیں اسی وجہ سے میں نے پہلے خط میں لکھا تھا کہ تم لوگ خدا کو جھوٹ بولنے والا اور جھوٹا وعدہ کرنے والا سمجھتے ہو۔

ذلت کے بعد دوسری پیش گوئی

غرض مرزا صاحب کے الہام کے مطابق نہ اس کا باپ مرا اور نہ کوئی مانع دور ہوا، اس لئے مرزا صاحب ضرور مفتری ثابت ہوئے۔چونکہ اس (لڑکی محمدی بیگم) کا باپ اپنی اتفاقیہ موت سے مرا تب مرزا صاحب نے غل مچانا شروع کیا کہ پیش گوئی کا ایک جز پورا ہوگیا، تب اس طرف لوگوں کی پوری نظر ہوگئی اور اس کے داماد کی موت کا انتظار کرنے لگے۔بعد گذرنے میعاد ڈھائی برس کے جب اس کا شوہر زندہ رہ گیا اور مرزا صاحب کی پیش گوئی غلط ہوگئی اور اہل حق مرزا صاحب پر اعتراضات کی بوچھار ڈالنے لگے اور مرزا صاحب رسوا، اور ذلیل ہونے لگے تب اپنی سیاہی کو دور کرنے کیلئے پھر دوسری پیش گوئی، اسکے داماد کے موت کی کرنے لگے۔وہ دوسری پیش گوئی انجام آتھم، کے حاشیہ میں یوں درج ہے:

(۱)’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو۔اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی‘‘ (انجام آتھم خ۳۱ج۱۱)

اور پھر اس پیش گوئی کو تفصیل کے ساتھ انجام آتھم میں یوں تحریر کرتے ہیں:

(۲) ’’بلکہ اصل امر بر حال خود قائم است ۔ وہیچکس با حیلہ خود اورا ردّ نتواند کرد۔ وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است ۔ وعنقریب وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم را برائے ما مبعوث فرمود۔ واورا بہترین مخلوقات گردانید ۔ کہ ایں حق است وعنقریب خواہی دید۔ ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم ۔ ومن نگفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شدم ۔‘‘ (خ ص ۲۲۳ ج ۱۱)

پھر ضمیمہ انجام آتھم صفحہ (خ ص ۳۳۸ ج ۱۱) میں یوں تحریر کرتے ہیں:

(۳) ’’یادرکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جُز پوری نہ ہوئی (یعنی احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر یک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افترا نہیں ۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ [ا] ہے وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں ۔‘‘

چونکہ اللہ تعالیٰ کو گذشتہ اور آئندہ کا علم پورا ہے اس لئے داماد احمد بیگ کے نہیں مرنے

قابل دید حاشیہ

[ا] اس حاشیہ کو ضرور دیکھو۔ اے عزیز! یہ کہنا رہ گیا اس لئے حاشیہ لکھتا ہوں ۔ میں نے تین قول مرزا صاحب کے نقل کئے ہیں انہیں میں غور کرنے سے مرزا صاحب کے سچے جھوٹے ہونے کا فیصلہ ہوجاتا ہے، پھر کوئی بات لگی نہیں رہتی ۔ آخر کے دونوں قول میں خوب غور کرو۔ اُن سے وہ سب باتیں غلط ہوجاتی ہیں جو اِس غلط پیشین گوئی کے جواب میں بنائی جاتی ہیں۔

دیکھو، (۱) کہتے کہ ’’یہ خدا کا سچا وعدہ ہے‘‘ یعنی اُن وعدوں میں نہیں ہے جو کسی وجہ سے جھوٹے ہوجاتے ہیں بلکہ اُن باتوں میں ہے جو بدلتی نہیں، اس لئے اس کا پورا ہونا ضرور ہے، اب اس کے لئے کوئی مانع مرزا صاحب کے قول کے بموجب نہیں ہوسکتا۔

(۲) اور دیکھو، لکھتے ہیں کہ ’’اگر احمد بیگ کا داماد میرے سامنے نہ مرا تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا‘‘ اب تم غور کرو کہ کوئی خدا کا رسول، اپنی صداقت کے بیان میں بغیر الہام الٰہی، اس طرح نہیں کہہ سکتا جس طرح مرزا صاحب کہہ رہے ہیں۔ اور جب یہ مقولہ بالہام الٰہی ہے تو ہرگز نہیں ہوسکتا کہ وہ عالم الغیب باوجود جاننے، موانعات کے مرزا صاحب کی زبان سے یہ کہلائے کہ اگر (بقیہ حاشیہ ۵۰ پر)

سے ثابت ہوگیا کہ یہ سب الہامات بھی الہام ربانی نہیں تھے بلکہ ڈرانے دھمکانے کے لئے بار بار کہا جاتا تھا۔ اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب اس کا داماد، پہلی دفعہ مطابق پیش گوئی مرزا صاحب کے ڈھائی برس کے اندر نہیں مرا، اور مرزا صاحب اس میں جھوٹے ہوگئے اور لوگوں کی طرف سے مرزا صاحب پر اعتراضات کی بوچھار پڑنے لگی تو پھر مرزا صاحب نے اپنی زندگی بھر کی قید لگادی اور یہ کہہ دیا کہ میری زندگی کے اندر اس کا مرنا،

(بقیہ حاشیہ ص ۴۹) یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا، جب ایسا کہلایا تو معلوم ہوا کہ اس کیلئے کوئی مانع نہیں ہوسکتا، اس کا ظہور ہر طرح ہوگا۔ اب جو باتیں بنائی جاتی ہیں، ان سب کو یہ قول جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ اور بالفرض اگر مرزا صاحب نے غلطی سے ایسا کہا تو ضرور تھا کہ قبل مشتہر ہونے، اور مخالفوں تک پہنچنے کے اس کی طرف سے اطلاع ہوتی ۔ اور بالفرض اگر غلطی سے مشتہر ہوگیا تھا تو فوراً اسکے بعد ہی اس کی غلطی کو مشتہر کرتے اور تنبیہ الٰہی کو دنیا پر ظاہر کرتے مگر ایسا نہیں ہوا، اس لئے بالیقین معلوم ہوا کہ یہ وعدۂ الٰہی نہ تھا، اس لئے خدا تعالیٰ نے اسے جھوٹا کر کے دنیا کو ان کا کاذب ہونا، دکھا دیا۔

(۳) پھر دوسرے قول میں دیکھو کہ فارسی میں سخت قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اس پیشین گوئی کا پورا ہونا سچ ہے یعنی اس بات پر قسم کھاتے ہیں کہ احمد بیگ کا داماد، میرے روبرو مرے گا اور اس قول کے سچ ہونے کو تو عنقریب دیکھ لے گا، میں اس کو اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار قرار دیتا ہوں ۔ یہ سب باتیں کہہ کر آخر میں یہ کہتے ہیں کہ ’’من نہ گفتم الا بعد ازاں کہ از رب خود خبر دادہ شدم‘‘ یعنی جو میں نے کہا ہے وہ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ وہی کہا ہے جس کی اطلاع میرے پروردگار نے مجھے دی ہے ۔ تمام باتیں کہہ کر آخر میں یہ جملہ کہنا صاف بتارہا ہے کہ اس سے پہلے جو کچھ بیان کیا گیا وہ سب الہامی ہے۔

اے عزیز! آنکھیں کھولو اور خدا کا خوف دل میں لا کر دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے کیسے یقین اور پختگی سے وعدہ کیا ہے کہ مرزا صاحب اس کے پورا ہونے پر قسم کھا رہے ہیں اور اپنے صدق و کذب کا اسے معیار بتارہے ہیں ۔ پھر کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی ایسا مانع پیش آئے جس کی وجہ سے اس کا ظہور نہ ہو اور خدا تعالیٰ (۱) اپنے رسول کی قسم کو جھوٹا کر دے۔ اور قسم اس بات پر ہے (۲) جس کے پورا کرنے کا پختہ وعدہ اس خدائے صادق الوعد نے کیا ہے جس کی باتیں نہیں ٹلتیں اور وہ وعدہ (۳) جسے خدا تعالیٰ نے اس کی صداقت کا عظیم الشان نشان ٹھہرایا ہے۔ (۴) جسے اس کے برگزیدہ رسول نے دنیا کے روبرو اپنی صداقت کا معیار ٹھہرایا ہے ۔ (۵) جس کے ظہور میں نہ آنے سے وہ رسول اپنے پختہ اقرار سے جھوٹا ٹھہرتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ ص ۵۱ پر)

تقدیر مبرم ہے، وہ میرے سامنے ضرور مرے گا۔ بڑے سوچ سمجھ سے مرزا صاحب نے زندگی بھر کی قید لگائی تھی۔ ایسا کہنے میں ہرصورت سے مرزا صاحب کوفائدہ تھا۔

(۱) اگر کہیں اتفاقیہ اس کا داماد، مرزا صاحب کی زندگی کے اندر مرگیا تب تو مرزا صاحب کی چاندگی چوکھی ہوگئی۔ (۲) اور اگر مرزا صاحب پہلے مرگئے اور وہ زندہ رہ گیا تو بھی اچھے کئے کہ اعتراضات کے بوچھار سے چھٹکارا ہوگیا۔

چونکہ ایسی پیش گوئی کرنے میں مرزا صاحب پر ان کی زندگی بھر میں کوئی اعتراض کا موقع نہیں پیدا ہوتا تھا، اس لئے مرزا صاحب نے اس کونہایت ہی زور سے بیان کیا اور لوگوں کو یقین دلانے کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ مرزا صاحب نے بڑی عقلمندی سے یہ

(بقیہ حاشیہ ۵۱)(۶) وہ نشان جس کے جھوٹا ہونے کا انتظار آریہ اور عیسائی دشمنان اسلام کررہے ہیں۔

(۷) جس کے ظہور کے لئے بقول مرزا صاحب ہزاروں مسلمان دعاء کررہے ہیں بایں ہمہ خدا تعالیٰ اس نشان کوظاہر نہ کرے، یہ کیسا غضب ہے کہ ایسا مہتم بالشان نشان جس کے ظہور کے لئے سات وجہیں یقین دلاتی ہوں کہ اُس نشان کا ظہور ضرور ہوگا اور ہر ایک وجہ ایسی قوی ہے کہ اگر اس وعدہ کا ظہور نہ ہوتو خدا تعالیٰ کا کوئی وعدہ اور وعید لائق اعتبار نہ رہے۔ تمام شریعت درہم برہم ہوجائے اور اس کا خاص رسول اپنے مقرر کردہ معیار کے بموجب دنیا کے روبرو جھوٹا ثابت ہو، یہ ہوسکتا ہے؟۔ اگر ایسا ہوسکے تو کیا وجہ ہے کہ منکرین اسلام، مذہب اسلام پر مضحکہ نہ کریں، دہریہ، خدا کی قدرت کا انکار نہ کریں۔

اے عزیز! ذرا ہوش سنبھال کر اس کا جواب دو۔ اور تم کیا دوگے، یہاں سے قادیان تک اپنی ساری جماعت سے دریافت کرو مگر سب کو اس کے جواب سے عاجز پاؤگے۔

اب یہ بھی کہو کہ اس وعید کی پیشین گوئی کو کسی بادشاہ سلامت کے قیدی چھوڑنے اور مجرم کو رہا کرنے سے کیا واسطہ؟ دونوں میں آسمان وزمین کے فرق سے بھی بہت زیادہ فرق ہے۔ اس پیشین گوئی کے قیدی کو چھوڑ دینے سے اس کا سچا رسول جھوٹا ٹھہرتا ہے، اس کی قسم جھوٹی ہوتی ہے، وہ اپنے اقرار سے کاذب قرار پاتا ہے، جس کی وجہ سے دنیا اسے جھوٹا ماننے پر مجبور ہے۔ اب اگر وہ سچا رسول ہے تو اس کے نہ ماننے والوں کو جہنمی ٹھہرانا ان پر ظلم ہے۔ کیوں کہ مرزائی خیال کے بموجب، خدا تعالیٰ نے نہایت صفائی سے ایسی باتیں ظہور میں لائیں جس سے انسان اس کے جھوٹا جاننے پر مجبور ہوئے۔ کسی بادشاہ سلامی کے قیدی چھوڑنے میں، اُن میں سے ایک خرابی بھی نہیں پائی جاتی۔ (بقیہ حاشیہ ۵۲ پر)

جملہ کہا تھا کہ ''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے اس کی انتظار کرو اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی'' اپنی موت کی شرط کیا اچھی شرط ہے، یعنی ہم مرجائیں گے تو کون مجھ کو جھوٹا کہے گا اور ماننے والے کچھ بات بنا ہی دیں گے۔

ہمدردانہ غور وفکر کی دعوت

چنانچہ تم کیسی غلط باتیں بنا رہے ہو، اور ایسی باتیں خود مرزا صاحب کے قول سے غلط ثابت ہوتی ہیں۔ اس کی تفصیل بیان حقانی، توضیح حصہ دوم، فیصلہ آسمانی، میں خوب کی گئی ہے، وہاں دیکھو۔ واقعات نے تو یہ شہادت دے دی کہ نہ مرزا صاحب کے سامنے اس

(بقیہ حاشیہ ص ۵۱ کا) اب دونوں کو یکساں سمجھنا بڑی بھاری غلطی ہے۔ دیکھو یہ کیسی صاف تقریر ہے جس کا کچھ جواب نہیں ہوسکتا۔ اور صرف اسی بات پر مرزا صاحب کا خاتمہ ہے، اب کسی طرح ممکن نہیں ہے کہ جس کا جھوٹا ہونا نہایت صفائی سے اس کے متعدد اقوال سے ثابت ہو، اس کی صداقت قرآن مجید سے ثابت ہوسکے، بلکہ ایسا کہنا قرآن مجید پر سخت الزام لگانا ہے۔

اگر اس کا داماد اپنے سسر کے مرنے کے بعد خوف والم سے ہراس ہوکر توبہ اور رجوع کرلیا اور ڈھائی سال کے اندر، مطابق پیش گوئی مرزا صاحب کے نہیں مرا یعنی توبہ اور رجوع کی وجہ سے وہ جرم سے رہا کردیا گیا اور سزائے موت سے بچ گیا تو پھر انجام آتھم میں اس کے موت کی دوسری پیش گوئی کرنے کی مرزا صاحب کو کیا ضرورت پڑی؟۔ اور اس کے مرنے کو خدا کا سچا وعدہ کیوں کہا؟۔ پھر اس کا داماد توبہ اور رجوع کے بعد کس جرم کا مجرم ہوگیا کہ سزائے موت کے پانے کا مستحق ہوگیا؟۔ چونکہ مرزا صاحب کی اس پیشگوئی کے مطابق بھی اس کا داماد، مرزا صاحب کی زندگی کے اندر نہیں مرا بلکہ مرزا صاحب خود ہی اس کے سامنے مرگئے، اس لئے مرزا صاحب کی دوسری پیش گوئی بھی جھوٹی ہوگئی۔

اب یہ تو بتلاؤ کہ مرزا صاحب سے اُن کے ملہم نے ایسی جھوٹی بات کیوں کہی کہ احمد بیگ کے داماد کا تمھاری زندگی کے اندر مرنا، تقدیر مبرم ہے اور پھر وہ نہ مرا۔ پہلی دفعہ تو مرزا صاحب کے ملہم سے غلطی ہوچکی تھی، کیا پھر بھی مرزا صاحب کے ملہم کو اس کی خبر نہیں تھی کہ مرزا صاحب کی عمر سے اسکے داماد کی عمر زیادہ ہے؟ یہاں پر بھی مرزا صاحب کے ملہم نے غلطی کی یا مرزا صاحب اس کہنے میں خود مفتری تھے؟۔ مصنفؒ

(لڑکی) کا شوہر مرا، اور نہ مرزا صاحب سے اس کی بیوی کی شادی ہوئی جس کا نہایت پختہ وعدہ تھا۔ اب یہ تو بتلاؤ کہ مرزا صاحب کے ساتھ کس خبیث مفتری کا کاروبار تھا؟ کہ جس کی کل باتیں ٹل گئیں۔ جب مرزا صاحب کے سامنے اس کا شوہر نہیں مرا تو مرزا صاحب اپنے اقرار کے مطابق ہر بد سے بدتر ہوئے یا نہیں؟۔ اور اپنے مقرر کردہ معیار کے بموجب، جھوٹے ہوئے یا نہیں؟۔ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ ہم کے سچے ہیں، ہم اپنے رسولوں سے خلاف وعدگی نہیں کرتے ہیں۔ اس جگہ پر ضرور یقین کرنا ہوگا کہ مرزا صاحب مرزا صاحب کے ساتھ خدا کا وعدہ نہیں تھا بلکہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار تھا۔ اوپر والے مضمون کے نتیجے کو نمبر درج کرتا ہوں، اس کا جواب اپنے کانشنس سے طلب کرو۔

نمبر۱......مطابقِ خیال مرزائیوں کے اگر اس کا داماد، توبہ اور رجوع کی وجہ سے ڈھائی سال کے اندر نہیں مرا؛ تو اس کے بعد دوسری پیش گوئی کے مطابق مرزا صاحب کی زندگی کے اندر کیوں نہیں مرا؟۔ مرزا صاحب کی دوسری پیش گوئی کیوں جھوٹی ہوگئی؟۔ اس جگہ پر اس کے داماد نے کس توبہ اور رجوع سے فائدہ اٹھایا؟۔

نمبر۲......اگر اس کے داماد کا مرنا، مرزا صاحب کی زندگی میں تقدیر مبرم تھا تو پھر یہ تقدیر کہاں اٹک رہی؟۔ اس جگہ پر یا تو مرزا صاحب کو مفتری کہا جائے یا یہ کہو کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب نہیں ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے اس لئے مرزا صاحب کو مفتری کہنا ضرور ہے۔ تم مرزا صاحب کو مفتری کہو گے یا اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے سے انکار کرو گے؟۔

نمبر۳...... مرزا صاحب نے جو اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس کے پورے ہونے یقین دلایا تھا، وہ قسم سچی ہوئی یا جھوٹی؟۔

نمبر۴...... مرزا صاحب اس کے پورے نہیں ہونے پر اپنے کو جھوٹا اور ہر بد سے بدتر قرار دیتے ہیں، مطابق اپنے اقرار کے مرزا صاحب جھوٹے اور ہر بد سے بدتر ہوئے یا

نہیں؟۔ اگر جھوٹا نہیں مانتے تو اس کی وجہ بیان کرو۔ میں انھیں کا قول نقل کیا ہے ،کوئی بات اپنی طرف سے نہیں لکھی۔

نمبر۵...... مرزا صاحب کے ساتھ کس خبیث مفتری کا کاربار تھا جسکی باتیں بدل گئیں؟

نمبر۶......یہ انسانی افترا نہیں تھا تو کیا تھا؟۔

نمبر۷......مرزا صاحب اس کو خدا کا سچا وعدہ بتلاتے ہیں اب کہو کہ یہ وعدہ سچا ہوا یا جھوٹا؟ اور جھوٹا ہونا تو ظاہر ہے تو اس کے جھوٹا ہونے سے کون جھوٹا ہوا؟۔ مرزا صاحب یا اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ۔

نمبر۸......خدا صادق الوعد ہے یا نہیں؟ وعدہ خلافی اس کی شان سے بعید ہے یا نہیں؟۔ اس جگہ پر مرزا صاحب، جو اس کو خدا کا سچا وعدہ بتلاتے ہیں، اس کہنے میں مرزا صاحب سچے ہیں یا خدا وعدہ خلافی کر گیا؟۔

اگر تم یہ کہو کہ خدا کے سب وعدے اور وعیدیں پوری نہیں ہوتی ہیں، بعض ہوتی ہیں؛ تو مرزا صاحب کا یہ قول نہایت صاف طور سے یہ کہہ رہا ہے کہ یہ وعدہ، یعنی احمد کے داماد کے مرنے کا وعدہ، اُن جھوٹے وعدوں میں نہیں ہے بلکہ یہ سچا وعدہ ہے، بہر حال اس کا پورا ہونا ضرور ہے۔

مرزا کی تحریر سے ہی اس کے جھوٹا ہونے کا ثبوت

اب اس بات کا جواب ملاحظہ کرو کہ اس کا داماد توبہ اور رجوع کی وجہ بچ سے گیا یا مرزا صاحب اس کے کہنے میں بھی جھوٹے ہیں۔ تعریف تو یہ ہے کہ مرزا صاحب ہی کی تحریر سے یہ قول بھی جھوٹا ہو جاتا ہے۔

اپریل ۱۸۹۲ء میں مرزا احمد بیگ نے اپنی لڑکی (یعنی مرزا صاحب کی الہامی منکوحہ) کی شادی سلطان محمد بیگ سے کردی اور ڈھائی برس تک یعنی ستمبر ۱۸۹۴ء تک اس کا داماد، سلطان محمد بیگ، مطابق پیش گوئی مرزا صاحب کے نہیں مرا تب پھر مرزا صاحب نے

۱۸۹۷ء میں دوسری پیش گوئی اس کی موت کی ،کی ۔جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں اور الہام بھی ان کا نقل کر چکا ہوں ،جس انجام آتھم میں اس کی موت کی دوسری پیش گوئی درج ہے اسی انجام انجام آتھم کے صفحہ ۲۲۴ میں یعنی شادی ہونے کے پانچ برس بعد اور مرزا صاحب کی پہلی پیش گوئی جھوٹی ہونے کے ڈھائی برس کے بعد یوں تحریر کرتے ہیں:

"من می بینم کہ اوشاں سوئے عادتہائے پیش میل کردہ اند۔ و دلہائے شاں سخت شد چنانکہ عادت جاہلاں است ۔وایام خوف را فراموش کردند۔ وسوئے زیادتی وتکذیب عود نمودند پس عنقریب امر خدا بر ایشاں نازل خواہد شد چوں خواہد دید کہ ایشاں در غلوخود زیادت کردند۔" (خ ص ۲۲۴ ج ۱۱)

مرزا صاحب کی اس عبارت سے روشن ہو رہا ہے کہ اس کا داماد ، مرزا صاحب کی تکذیب میں زیادتی کرنے لگا، پہلے سے زیادہ سخت ہو گیا، اس لئے اس پر عذاب آوے گا۔ مرزا صاحب کی تحریر پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس نے توبہ اور رجوع نہیں کی تھی۔

(۱) کیوں کہ اگر خوف کی وجہ سے توبہ اور رجوع کرتا اور مرزا صاحب کو بزرگ مان لیتا اور ان کے پاس عاجزی کا خط لکھوا تا تو پھر تکذیب میں زیادتی کرنے کے کیا معنی؟۔

(۲) اگر اس کا داماد خوف کی وجہ سے توبہ اور رجوع کرتا اور مرزا صاحب کے پاس خط لکھواتا ، یا لکھتا، تو اپنی عادت کے بموجب مرزا صاحب معترضین کو ساکت کرنے کے لئے اس کے خط کو موٹے موٹے حرفوں میں لکھ کر تمام دنیا میں شائع کر دیتے ، مگر شائع نہیں کیا۔ اس سے بخوبی سمجھا جاتا ہے کہ جب مرزا صاحب پر اعتراضات کی بوچھار پڑنے لگی اور مرزا صاحب بغل جھانکنے لگے تو محض دروغ گوئی سے یہ کہہ دیا کہ توبہ اور رجوع کی وجہ سے زندہ رہ گیا۔ اس پر نہ کوئی تحریری ثبوت لائق اعتبار ہے اور نہ کوئی زبانی شہادت قابل وثوق ۔ بلکہ اسکے خلاف رسالہ اشاعت السنۃ بابت ۱۳۱۰ھ و ۱۳۱۱ھ میں لکھا ہے کہ سلطان محمد سے کئی سوال کئے گئے تھے اُن میں تیسرے سوال کے جواب میں وہ لکھتے ہیں:

مرزا سلطان محمدؒ کا جواب

مرزا صاحب کو میں جھوٹا اور دروغ گو جانتا تھا اور جانتا ہوں اور میں مسلمان آدمی ہوں خدا کا ہر وقت شکر گذار ہوں۔ سلطان محمد بیگ بقلم خود

اشاعۃ السنۃ نمبر ٦ جلد ١٦ صفحہ ١٩١ سطر ١٣، میں یہ تحریر بائیس برس کی چھپی ہوئی موجود ہے۔ مرزا صاحب اس وقت خوب زوروں پر تھے مگر اس کا غلط ہونا نہ مرزا صاحب نے لکھا اور نہ اُن کے خلیفہ اوّل نے ، اس لئے اب جو خط شائع کیا گیا وہ بالکل غلط ہے، ہرگز لائق اعتبار نہیں ہوسکتا۔ بلکہ پہلا خط جو اشاعۃ السنۃ میں ہے سچا اور لائق اعتبار ہے۔

(۳) مرزا محمود نے جو مرزا صاحب کے مرنے کے پانچ چھ برس کے بعد ایک خط چھاپا ہے اس میں اسی قدر ہے کہ ہم مرزا صاحب کو پہلے بھی بزرگ سمجھتے تھے اور اب بھی سمجھتے ہیں۔ یہ خط بھی مرزا صاحب کے انجام آتھم والے مضمون سے غلط ثابت ہو رہا ہے۔ کیونکہ مرزا صاحب اس کی تکذیب کی زیادتی کو لکھ رہے ہیں اور خط سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کبھی زیادتی ہی نہیں کی ، ہمیشہ مرزا صاحب کو بزرگ سمجھتا رہا۔ اگر خط سچا ہے تو مرزا صاحب جھوٹے ہوتے ہیں اور اگر مرزا صاحب کی تحریر سچی ہے تو مرزا محمود کی یہ کارروائی جعلی ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کے اقوال سے اسکے خط کی صریح تکذیب ہو رہی ہے اور ظاہر ہے کہ مرزا صاحب آخر عمر تک اسے کوستے رہے اور اپنے سامنے اسکے مرنے کو وعدۂ الٰہی بتاتے رہے اور بیوی سے اپنا نکاح کرنا ، بیان کرتے رہے۔ پھر اتنے ہونے پر وہ مرزا صاحب کو کیونکر بزرگ سمجھ سکتا ہے۔ انسانی طبیعت کا اقتضا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ ایسے مخالف کو اپنا بزرگ سمجھے، خصوصاً جبکہ وہ اپنی ہی پیشین گوئی میں جھوٹا دیکھ رہا ہو۔

(۴) بفرض محال ، بزرگ سمجھنے سے بھی کچھ نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ مرزا صاحب سوائے اپنے مریدین کے اور سب کو جہنم[۱] میں اوندھا گرا رہے ہیں اور اللہ کا دشمن قرار دے رہے ہیں۔

[۱] الحکم ۲۴/اکتوبر ۱۸۹۹ء میں تحریر کرتے ہیں "آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول اسکی طرف سے خلقت کیلئے رحمت و برکت ہے ہاں جو اللہ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے وہ جہنم میں اوندھا گرے گا۔م

اس (احمد بیگ) کا داماد تو مرزا صاحب کا مرید نہیں ہوا اور مرزا صاحب پر ایمان نہیں لایا اس لئے مرزا صاحب کے نزدیک جہنم میں اوندھا گرانے کے لائق ہوگیا اور جہنم میں وہی جائے گا جو اللہ کا دشمن ہوگا پھر ایسے خدا کے دشمن کے مقابلہ میں مرزا صاحب مطابق اپنے اقرار کے ہر بد سے بدتر اور جھوٹے سے جھوٹا ہو کر کیوں چل بسے؟۔ مرزا صاحب کے ملہم نے جب کن فیکون کا اختیار مرزا صاحب کو عطا کر دیا اور گویا اپنی خدائی میں شریک کر لیا اور اپنے اختیارات سے مرزا غلام احمد کو کئی برس کے لئے مریم بنا دیا، پھر اپنی روح پھونک کر حمل ٹھہرا کر دس مہینے کے بعد اس مریم سے عیسیٰ پیدا کر دیا، گویا مرد سے عورت پھر عورت سے مرد بنا دیا تو پھر یہاں بھی اُسی اختیارات سے ایک دشمن جہنمی کو فنا کر کے مرزا صاحب کو ہر بد سے بدتر اور جھوٹے سے جھوٹا کہنے سے کیوں نہ بچایا؟۔ غرض مرزا صاحب کے الہامات سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اُن کا کوئی الہام، الہام ربانی نہیں تھا بلکہ ان کی خیالی الہامات اور دلی آرزوئیں تھیں جنھیں وہ الہام الٰہی سمجھتے تھے یا قصداً افترا کرتے تھے۔

مرزائیوں کے ایک اور مغالطہ کا جواب

تم لکھتے ہو کہ خدا کے غیبوں سے جو سیکڑوں کی تعداد میں ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ظاہر ہو کر پورے ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اُن میں سے صرف ایک پیش گوئی کا ذکر کیا ہے جو احمد بیگ اور اس کے داماد کے متعلق ہے۔ اس پیش گوئی کا ذکر کئی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس کو ذرا ہوش کے ساتھ دیکھو اور اپنی جماعت کو دکھلاؤ۔

(۱) اس کو مرزا صاحب نے اپنا نہایت ہی عظیم الشان کہا ہے۔ جب اس نہایت عظیم الشان میں گفتگو طے ہو جائے اور مرزائی صاحبان اقرار کر لیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی ہوئی تو ہم دوسری پیشین گوئی میں گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں۔ یہاں معاملہ علماء سے ہے جو جہلاء سے نہیں ہے کہ ایک بحث شروع کی اور اسے ناتمام چھوڑ کر دوسری بحث شروع کرنے لگے، اسی طرح تیسری چوتھی بحث پر پہنچے، بالآخر کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا۔

جماعت احمدیہ چونکہ علم سے بے بہرہ ہے اس لئے وہ جاہلوں کی سی باتیں چاہتی ہے۔ اور اس کے پڑھے لکھے؛ اسی دھوکہ میں رکھتے ہیں۔

(۲) یہ پیشین گوئی ایسی ظاہر ہے کہ اس میں نہ کوئی لفظ ایسا ہے کہ اس کے معنی میں گفتگو ہو سکے نہ اینچ پینچ چل سکتا ہے۔ اور پھر ادنیٰ اور اعلیٰ اس کا یقین کر سکتا ہے، اس میں کسی گواہ، شاہد کی بھی ضرورت نہیں رہتی۔ اس لئے اس میں فیصلہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔

(۳) اس پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا ایسا اظہر من الشمس ہو گیا کہ کسی پر پوشیدہ نہیں رہا، بجز ان کے جنھیں روز روشن میں بھی سورج نظر نہ آئے۔

(۴) اس پیشین گوئی کی نسبت جس قدر باتیں بنائی گئیں اور اپنے خیال میں جواب دیئے گئے سب کا غلط ہونا نہایت کافی دلیلوں سے دکھا دیا گیا اور اب تک کسی نے ان کا جواب نہیں دیا اور نہ کوئی دے سکتا ہے۔ اگر کسی کو دعوی ہو تو اُس سے کہو کہ چند آدمیوں کے سامنے گفتگو کرے۔

(۵) جب مرزا صاحب کی ایک نہایت ہی عظیم الشان پیشین گوئی غلط ہوگئی تو اب کسی پیشین گوئی کے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ کیوں کہ مدعی نبوت کہ ایک پیشین گوئی کے جھوٹا ہونے سے اس کا کذب قرآن مجید سے اور توریت سے ثابت ہے۔ تو اب اگر وہ جھوٹا سو نہیں ہزار پیشین گوئی کرے اور بالفرض وہ سب سچی بھی ہو جائیں تو وہ سچا نہیں ہو سکتا ۔ ایک کاہنہ جو قطعی کافرہ تھی، تیس برس تک اس کی پیشین گوئی جھوٹی نہیں ہوئی اور بڑے بڑے علماء نے اس کی شہادت دی۔ (فیصلہ آسمانی حصہ ۳ ص ۶۴/۶۵ دیکھو)

اے عزیز! بڑا افسوس ہے ہے کہ تم ان کتابوں کو نہیں دیکھتے اور ایسی کھلی ہوئی باتوں میں نظر نہیں کرتے اور یہ لکھتے ہو کہ مرزا صاحب کی بہت سی غیب کی باتیں پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔

(۶) چھٹی وجہ ذکر نہ کرنے کی یہ ہے کہ ہم مرزا صاحب کا قول نقل کر آئے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے کے لئے آیا ہوں، اگر میں یہ کام نہ کروں اور

کروڑوں نشان دکھاؤں تو بھی میں جھوٹا ہوں جب ہم نے اور ساری دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ کام کچھ نہیں کیا، تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنا تو بڑی بات تھی ان سے تو یہ بھی نہ ہوا کہ ان کی زندگی میں سودو سو تثلیث پرست ایمان لے آتے اور تثلیث پرستی سے توبہ کرتے۔ اس لئے وہ اپنے اس اقرار سے جھوٹے ٹھہرے۔ اب سو پیشین گوئیاں بلکہ کروڑ پیشین گوئیاں بھی انھیں کے قول کے مطابق بے کار ہیں اب تو ہم ان کے ارشاد کے بموجب ان کے جھوٹے ہونے پر گواہی دیتے ہیں، تمھیں بھی دینی چاہئے، اگر کچھ خدا کا خوف ہے۔ اب ان کی پیشین گوئیوں کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں رہی ایک پیشین گوئی جسے مرزا صاحب نے نہایت ہی عظیم الشان کہا تھا بطور نمونہ اس کا ذکر دیا، جس سے ان کا جھوٹا ہونا دوسرے طریقہ سے ظاہر ہو گیا اب گمراہوں کو ہدایت پر لانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے بندے کا کام نہیں۔

اس کے علاوہ اس تحریر میں صریح دو جھوٹ ہیں۔ ایک یہ کہنا کہ صرف ایک پیشین گوئی کا ذکر کیا، یہ بالکل غلط ہے۔ فیصلہ آسمانی اور النجم الثاقب اور مسیح کاذب وغیرہ دیکھو کہ کتنی پیشین گوئیاں جھوٹی بیان کی گئی ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ تمھارے گمراہ کرنے والے تمھیں رسالے دیکھنے نہیں دیتے اور تم ان کے کہنے پر اپنا ایمان قربان کر رہے ہو اور ان کی وجہ سے ایسا صریح جھوٹ بول رہے ہو۔ اس کے سوا مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزا صاحب کی زندگی میں ان کی ساری پیشین گوئیوں کو غلط کہا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ ہم ساری پیشین گوئیوں کے پڑتال کے لئے موجود ہیں، مناظرہ کر لو۔ مرزا صاحب نے اس کے مقابلہ میں بڑے زور سے اُنھیں قادیان بلایا اور پھر یہ پیشین گوئی کی کہ وہ ہرگز نہ آئیں گے۔ مگر وہ پہنچ گئے اور مرزا صاحب گھر سے باہر نہ نکلے اور مرزا صاحب کی یہ پیشین گوئی بھی جھوٹی ہو گئی۔ ان کے مرنے کے بعد مولوی صاحب نے اعلان دیا کہ پیشین گوئی کے پڑتال کے لئے لاہور میں جلسہ کر لیا جائے، مگر کوئی مرزائی سامنے نہیں آتا۔

پھر یہ کہنا کیسا غلط ہے کہ صرف ایک پیشین گوئی کا ذکر کیا دوسری کا نہیں کیا۔ خاص مونگیر میں بھی بہت سی پیشین گوئیوں کا ذکر ہوا ہے اور دوسری جگہ ساری پیشین گوئیوں کو جھوٹا کہا

ہے۔ جب تم اور تمھاری جماعت، آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور نکلے سورج کو نہ دیکھے تو آپ اندھیرے میں گر کر وہیں جائیں گے کہ جہاں اس کو جانا چاہئے۔

دوسرے یہ کہ جس پیشین گوئی کو تم ایک کہہ رہے ہو اس میں تو درحقیقت چھ پیشین گوئیاں ہیں اور چھوؤں غلط ہوئیں۔ اب ان چھوؤں کو ایک کہنا صریح غلط ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تم انھیں جھوٹا نہیں جانتے۔ ہم نے تو ان کے قول کے بموجب انھیں جانچا اور جھوٹا پایا۔ دیکھو مرزا صاحب کا اشتہار ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء میں تحریر کرتے ہیں:

”بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محکِ امتحان نہیں ہوسکتا“

(خ ص ۲۸۸ ج ۵، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۹)

مطابق اس قول کے ہم نے اُن کی پیشگوئیوں کو جانچا اور خاص کر وہ پیش گوئی جس کو انھوں نے نہایت ہی عظیم الشان کہا تھا وہ غلط ہوئی اور یقیناً غلط ہوئی۔ اب تمھارے عذرات، پیش کرنا بھی بے کار ہیں۔ کیوں کہ سچے رسول کی پیشگوئی کبھی غلط نہیں ہوسکتی اور غلط ہونے کے بعد کوئی عذر قابل سماعت نہیں ہوسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی باتیں انسانوں کی طرح نہیں ہیں کہ جب وہ نہیں ہوسکا تو پھر عذر کرنے لگے۔

تم لکھتے ہو کہ کوئی بادشاہ، کسی شخص کی شرارت اور بغاوت کی تحقیق کے بعد حکم سزا نافذ فرماویں اور پھر قبل اس کے کہ وہ سزا بھگتے یا کچھ بھگت چکنے پر کسی تغیر حالت کی وجہ سے یا محض ترحم خسروانہ سے اس کو معاف فرماویں اور اس پر سزا عائد نہ ہو تو کیا اس کو جھوٹ اور فریب سے کام لینا کہیں گے۔ فرض کیجئے کہ اس حکم سزا سے بادشاہ سلامت، کسی اپنے دوست کو آگاہ بھی کر دیں اور پھر قبل اس کے کہ سزا عائد کی جائے، معاف بھی کر دیں تو کیا اس دوست کو حق ہوگا کہ بادشاہ سلامت کو جھوٹ بولنے والا اور جھوٹا وعدہ کرنے والا، ٹھہراوے۔

انصاف کی ہمدردانہ گذارش

اے عزیز! تم نے اس مثال میں بڑا دھوکہ کھایا۔ اگر تم اپنے اوپر رحم کر کے اس مثال میں اور مرزا صاحب کی الہامی وعید احمد بیگ کے داماد میں ذرا بھی انصاف سے غور کرو گے تو آسمان وزمین کا فرق پاؤ گے۔ تم ایسے نادان تو نہ تھے، مرزا صاحب کو مان کر عقل وسمجھ سب کھو بیٹھے۔ احمد بیگ کے داماد کے پیشین گوئی کی حالت، میں مفصل بیان کر آیا ہوں اسے غور سے دیکھو۔ متن کے علاوہ حاشیہ میں سات وجہیں نہایت صاف اور صریح ایسی بیان کی ہیں جن سے بخوبی ظاہر رہا ہے کہ اس مثال میں اور اُس وعدۂ الٰہی میں کوئی نسبت نہیں ہے اور اس وعدے کا پورا ہونا ضرور ہے۔ صفحہ ۳۴ سے ۴۲ تک یہ حاشیہ ہے اسے ضرور دیکھو۔ اس کے بعد اگر تم میں کچھ خوف خدا ہے تو اس مثال کو یقیناً غلط سمجھو گے۔ تم خدا تعالیٰ کے حال کو انسان کی حالت پر قیاس کرتے ہو، یہ کیسی نادانی ہے۔ انسان ضعیف البنیان کو اُس قادر مطلق سے کیا نسبت؟۔ وہ عالم الغیب ہے، اس پر آئندہ اور گذشتہ کی کوئی خبر اور کوئی حالت، مخفی نہیں رہ سکتی۔ جس بات کو وہ کہے گا اس کے انجام کو وہ دیکھتا ہے۔ اس لئے وہ ایسا وعدہ ہرگز نہ کرے گا جس کے انجام میں کوئی مانع یا کوئی وجہ ایسی پیش آئے جس کی وجہ سے وہ وعدہ پورا نہ ہو۔ بھلا وہ ذات تو ہر عیب سے پاک ہے کوئی شریف انسان بھی ایسا وعدہ نہیں کرتا جس کے انجام کو وہ جانتا ہو کہ یہ پورا نہ ہو سکے گا۔ دنیا بادشاہ یا کسی اعلیٰ افسر کے لئے یہ ہو سکتا ہے کہ آئندہ کی حالت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے کسی شخص کے بارے میں کوئی حکم سزا نافذ کرے یا کسی شخص کو کسی چیز کے دینے کا وعدہ کرے۔ مگر اس کے بعد اسے ذاتی یا ملکی اغراض ایسے پیش آسکتے ہیں کہ وہ اپنے وعدے یا وعید کو پورا نہ کرے، اس کے پورا کرنے میں اسے کسی قسم کا خوف وخطرہ پیش آجائے یا اس کی حالت میں تغیر آجائے جس سے اللہ تعالیٰ منزہ اور پاک ہے۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں اس کا ارشاد ہے'' **لا تبدیل لکلمات اللہ** ''یعنی اللہ کی باتیں بدلتی نہیں۔ اب اگر اس کا وعدہ یا وعید بدل جائے تو صریح اس آیت قرآنی کے خلاف ہوگا۔ اب سمجھ لو کہ وعید الٰہی کے مقام پر یہ

مثال پیش کرنا، آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ یہ بھی خیال رکھو کہ یہ وعید ایسی ہے کہ اگر پوری نہ ہو تو ایک نہایت حتمی اور قطعی وعدہ، اس (سلطان محمد) کی بیوی کے نکاح میں آنے کا پورا نہ ہوگا اور ایسے حتمی وعدے کا پورا نہ کرنا تو معزز انسان کی شان سے بعید ہے اور خدا کی شان تو بہت ہی اعلیٰ اور اشرف ہے۔ اس کے بعد، میں تمھیں دوسری طرح سمجھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات، عالم الغیب، صادق الوعد اور غیر متغیر ہے۔ اپنی کسی وعدہ یا وعید کو ٹال نہیں سکتا۔ کیوں کہ عالم الغیب وہی وعدہ کرے گا جس کا پورا ہونا اس کے علم میں قرار پاچکا ہے اور جو وقوع میں آنے کو ہے۔ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ جس وعدہ کے پورا نہ ہونے کو وہ یقیناً جانتا ہے اس کی نسبت اس طرح کہہ دے کہ میں ضرور ایسا ہی کروں گا ڈ جیسا کہ منکوحۂ آسمانی کی نسبت کہا گیا کہ آخر کار اور انجام کار احمد بیگ کی لڑکی میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ جب وہ عالم الغیب اس کہنے سے پہلے جانتا تھا کہ ایسی باتیں پیش آئیں گے جن کی وجہ سے وہ نکاح میں نہ آئے گی اور باوجود اس علم کے یہ وعدہ کرنا کہ انجام کار وہ لڑکی تیرے نکاح میں آئے گی؛ جھوٹ اور صریح فریب نہیں تو کیا ہے، ذرا کچھ تو غور کرو۔ تم لوگ اس کو نہیں دیکھتے کہ اس وعدہ کے پورا نہ ہونے سے اللہ تعالیٰ پر کیسا بھاری الزام آتا ہے۔ یہ کہہ دیتے ہو کہ اس کے خوف کی وجہ سے وعید پوری نہ ہوئی اس لئے وعدہ بھی ٹل گیا۔ اس وعدے کے ٹلنے میں خدا پر سخت الزام آتا ہے اس لئے بھی داماد احمد بیگ وعید کا پورا ہونا ضروری ہے اور پھر خاص کر اس کے مرنے کی دو مرتبہ پیش گوئی کرتے ہیں۔ پہلی مرتبہ اس کی شادی سے ڈھائی برس کے اندر اس کی موت بتلاتے ہیں اور دوسری مرتبہ اپنی زندگی کے اندر اس کے مرنے کو کہتے ہیں اور انجام کار میں اُس کی بی بی سے اپنی شادی ہو جانا کہتے ہیں۔ جو واقعات گذر چکے ہیں اُن سے معلوم ہو رہا ہے کہ داماد احمد بیگ نہ ڈھائی برس کے اندر مرا اور نہ مرزا صاحب کی زندگی کے اندر مرا اور نہ اس کی بی بی مرزا صاحب کے پاس آئی بلکہ مرزا صاحب خود ہی مر گئے۔ غرض کہ مرزا صاحب نے جتنی باتیں بتلائی تھیں وہ سب کی سب غلط ہو گئیں۔ مرزا صاحب سے جو وعدۂ الٰہی

الہامات میں ہوا تھا اس کی صورتیں اوپر مذکور ہو چکی ہیں اُس کا پورا ہونا ضروری ہے۔اور اگر ایسے وعدے پورے نہ ہوں تو تمام وعدۂ الٰہی اور وعدۂ رسول بے کار ہو جاویں گے اور کوئی قابل اعتبار نہیں رہے گا۔جیسا کہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں:

''کیا ایسے بزرگ اور حتمی وعدہ کا ٹوٹ جانا خدا تعالیٰ کے تمام وعدوں پر ایک سخت زلزلہ نہیں لاتا؟'' (توضیح مرام خ ۳ ص ۵۵)

اس کے یہی معنی ہیں کہ تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا اور کوئی وعدہ لائق وثوق نہ رہے گا۔جس وعدۂ الٰہی کو مرزا صاحب نے یہاں بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ اس کے پورا نہ ہونے سے اس کے تمام وعدوں میں زلزلہ پڑ جائے گا، اس سے بہت زیادہ یہ وعدہ ہے جو مرزا صاحب، نکاح میں آنے کے لئے بتا رہے ہیں۔ایسے ہی احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی وعید ہے اس زور سے اس کے پورا ہونے کا وثوق دلایا گیا ہے کہ اس کے پورا ہونے میں کسی قسم کا تردد نہیں ہو سکتا۔کیوں کہ ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں کہ'' آخر کار اور انجام کار وہ لڑکی میرے نکاح میں ضرور آئے گی'' اور اُس وعید کی نسبت لکھتے ہیں کہ''اگر یہ پوری نہ ہو تو میں جھوٹا اور ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا''۔اگر ایسے وعدہ اور وعید پورے نہ ہوں تو پھر شریعت الٰہی کے کسی بات کا اعتبار نہ رہے اور نبی کے تمام اقوال سے وثوق اٹھ جائے۔

اس کے علاوہ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ شخصی وعید ضرور پوری ہوتی ہے اس کا ثبوت قرآن مجید اور حدیث سے اور تمام مفسرین کے کلام سے ظاہر ہے دیکھو فیصلۂ آسمانی حصہ سوم۔

نیا اعتراض وجواب

بعض مرزائی اپنے خیر خواہوں پر یہ الزام لگا دیتے ہیں کہ کہ اعتراض میں مرزا صاحب کا بعینہٖ قول نقل نہیں کرتے لفظ کو بدلتے ہیں۔بھائیو! تمھارے اس کہنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے بہکانے والے اصل اعتراض کے جواب سے عاجز ہیں اپنے خیرخواہوں پر کچھ الزام لگا کر کم علموں کو گمراہی پر قائم رکھنا چاہتے ہیں مگر وہ اپنے دل میں اس جواب کو مہمل سمجھتے ہیں ورنہ ضرور اس امر کو مشتہر کرتے۔

اب مجھ سے اس کا جواب سنئے۔ہماری جماعت نے اکثر جگہ مرزا صاحب کے بعینہٖ الفاظ نقل کئے ہیں آپ سامنے آئیں تو وہ مقامات کھول کر دکھا دیئے جائیں۔اور بعض مقام پر بعینہٖ عبارت نقل نہیں کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کی عبارت میں بہت طول ہوتی ہے اصل مطلب بہت کم ہے اس لئے پوری عبارت نہیں لکھی جاتی اصل مطلب بیان کر دیا جاتا ہے۔بعض وقت رسالہ میں ایک جگہ پوری عبارت لکھ دی گئی ہے اور دوسری جگہ اس کا حاصل لکھا گیا ہے۔اب یہ بتائے کہ اس میں کیا الزام ہے؟۔

ہاں اگر ہمارا حوالہ غلط ہو یا مرزا صاحب کی عبارت کا جو خلاصہ ہم نے بیان کیا ہے وہ غلط ہو، اگر ایسا ہوا ہے تو ہمیں دکھائیے کہ ہم نے کیا غلطی یا بددیانتی کی ہے۔ہم حق پرست ہیں، حق بات کے ماننے میں اور کہنے میں کبھی ہم کو تأمل نہیں ہو سکتا۔البتہ یہ کہتے ہیں کہ اس وقت ایک خاص امر میں بحث ہو رہی ہے یعنی مرزا صاحب کے صادق یا کاذب ہونے میں، اس کے ثبوت میں جو ذی علم ہماری غلطی ثابت کرے گا اس کا جواب دیں گے اور اگر ہم سے غلطی ہوگئی ہے اسے ہم بخوشی مان لیں گے بلکہ اُن کے ممنون ہوں گے۔اور جنھیں علم نہیں ہے اُن کے خیال میں جو غلطی معلوم ہو وہ علماء مونگیر سے بیان کریں اُن کی پوری تسلی کر دی جائے گی۔اب مقابلہ پر آیئے اور اس کا تجربہ کیجئے اور یوں عوام کے بہکانے کو ایک بات بنا کر کہہ دینا اہل حق کا کام نہیں ہے۔ تمت

پیغام

مدبر اسلام حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

بموقع تحفظ ختم نبوت کانفرنس۔ (منعقدہ: ۱۹/۲۰/۱۲/نومبر ۲۰۰۸ء)

الحمد لله رب العلمين، والصلاة والسلام على سيد المرسلين خاتم النبيين سيدنا محمد، و على آله و صحبه و على من تبعهم باحسان و دعا بدعوتهم الى يوم الدين، أما بعد:

برادران اسلام!

ادھر چند برسوں سے قادیانیت کے فتنہ نے ہندوستان، پاکستان اور دنیا کے دوسرے ممالک میں پھر سے سر اٹھایا ہے، ان کا مرکز لندن اور پیرس وغیرہ میں ہے جس کی وہ سرپرستی کررہا ہے، یہ کام کس کے اشارہ پر ہورہا ہے اس کو سمجھنا زیادہ مشکل نہیں ہے، اس وقت دنیا کی مسلم دشمن طاقتیں کھل کر اسلام کو ختم کرنے یا نور حق کو بجھانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں اور ان کے بعض لوگ تو برملا کہتے ہیں کہ ہمیں تو اسلام کو توڑنا یا ختم کرنا ہے، اس لئے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہونچانے کے جتنے طریقے ہوسکتے ہیں ان کے لئے بڑے مصارف اٹھائے جارہے ہیں، ایسے حالات میں قادیانیت کا فتنہ پوری قوت کے ساتھ سر اٹھا رہا ہے اور جگہ جگہ اس کے کارپرداز پیسے اور غلط بیانی کے ذریعہ اس میں مبتلا کرنے کا سلسلہ قائم کئے ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کے دیہاتوں میں جہاں عموماً کم پڑھے لکھے اور دین سے ناواقف لوگ ہیں، مسجدوں میں قبضہ اور اماموں کو اونچی تنخواہ کی لالچ دیکر اپنے کو صحیح داعی حق ظاہر کرکے اسلام کی دیوار میں نقب لگارہے ہیں، ہم سب پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ ہم مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ کریں اور اپنے ان اسلاف کی پیروی کریں جنہوں نے گذشتہ صدی میں جب یہ فتنہ زور پکڑ رہا تھا، جس کی سرپرستی برطانوی سامراج کررہا تھا، مقابلہ کیا اور

فتنہ کو تقریباً ختم کردیا تھا، آج ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ یہ فتنہ پھر ابھر رہا ہے، اس کا ہم پھر سے مقابلہ کریں۔

اس کا مقابلہ کرنا زیادہ دشوار اس لئے نہیں ہے کہ اس میں جھوٹ اور لالچ سے کام لیا جاتا ہے، اس کے اس دھوکہ کو واضح کردیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ خاتم النبیین اور رسول برحق سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ (ﷺ) کی نبوت کے مقابلہ میں یہ جھوٹی نبوت کھڑی کی گئی ہے، اور اس میں جھوٹی باتوں کا سہارا لیا گیا ہے، اور اس طرح لوگوں کے ایمان کو خطرہ میں ڈالا جارہا ہے، یہ باتیں اتنی واضح ہیں کہ اس کو لوگوں کو بتادینا ہی اس فتنہ کے روک دینے کے لئے مفید ہے، لیکن اس کے لئے کوشش کرنے اور وقت صرف کرنے کی ضرورت ہے، اور یہ ہم سب کا فریضہ ہے جو حضرت خاتم الرسل سیدنا محمد رسول اللہ (ﷺ) کے ماننے والے ہیں، یہ آپ کی عزت پر حملہ ہے، ایسی صورت میں کسی بھی صاحب ایمان کے لئے کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ ایسے موقع پر وہ چپ رہے اور مقابلہ نہ کرے۔

ہم مبارکباد پیش کرتے ہیں مولانا مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی صاحب کو کہ وہ اس کے لئے علماء کا تربیتی کیمپ اور ایک عظیم اجتماع منعقد کررہے ہیں تاکہ اس فتنہ کے شر کو سب کے سامنے کھول کر بیان کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوشش کو قبول فرمائے اور زیادہ سے زیادہ مفید بنائے۔

میں اپنی صحت کی بعض کمزوریوں کی وجہ سے اس میں حاضر نہیں ہو پارہا ہوں، لہٰذا اپنے الفاظ اور زبان سے شرکت کا شرف حاصل کررہا ہوں، اور میری طرف سے کوئی نمائندہ میرے ان الفاظ کے ساتھ شریک اجتماع ہورہا ہے، اللہ تعالیٰ مفید بنائے۔

دائرہ حضرت شاہ علم اللہؒ — (محمد رابع حسنی ندوی)

تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی) — ۳۰/۱۰/۱۴۲۹ھ

۳۱/۱۰/۲۰۰۸ء

ملت اسلامیہ کے دردمندوں اور بہی خواہوں کے نام

دردمندانہ گذارش

الحمد للّٰہ حمداً کثیراً اما بعد!

آج اسلام مخالف قوتوں کے سامنے علماء اور مدارس ایک چیلنج بن کر کھڑے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک یہ بوریہ نشیں علماء اور بے سروساماں مدارس زندہ رہیں گے اسلام سربلند رہے گا اور دینی سرگرمیاں پوری قوت سے جاری رہیں گی۔ ہندوستان میں علوم اسلامیہ کی ترویج واشاعت دین کی خدمت میں مدارس کا ایک جال پھیلا ہوا ہے، ہندونیپال کی سرحد پر رشد وہدایت اور تعلیم وتبلیغ کی عظیم درسگاہ **جامعة القاسم دارالعلوم الاسلامیہ** اسی سلسلے کی ایک کڑی کے طور پر شمالی بہار میں سرگرم عمل ہے۔

ملت اسلامیہ کے ہمدردوں اور بہی خواہوں کے لیے ایک بڑی خوشی کا موقع ہے کہ تحفظ ختم نبوت کی ذمہ داری جو پوری ملت اسلامیہ پر عائد ہے، اسی تناظر میں کوسی کمنشنری، پورنیہ کمنشنری اور بھاگلپور کمشنری میں دعوت وتبلیغ، کتابوں، پمفلٹوں اور حضرات اکابر علماء کرام کی تقاریر ودینی مجالس، علماء کی تربیتی کیمپ اور کانفرنسوں کے ذریعہ تحفظ ختم نبوت کا یہ کام **کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند** کے زیرنگرانی **جامعة القاسم دارالعلوم الاسلامیہ** نے پوری تندہی کے ساتھ انجام دیا، جس سے ان تینوں کمشنریز کے مسلمان الحمدللہ دینی ڈگر پر ہی نہیں، بلکہ بڑی تعداد میں وہ لوگ جو اپنی ناخواندگی اور معیشت کی تنگی کی بناء پر قادیانی ہوگئے

تھے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر لوٹ آئے۔ **فجزاء هم الله خير الجزاء.**

درآں حالیکہ کوسی ندی کے قہر (سیلاب) نے اس علاقے کے لوگوں کی معیشت کو تباہ وبرباد کردیا ہے، خبررساں ایجنسی یو این آئی کے مطابق ۳ کروڑ سے زائد افراد متاثر ہوئے، جبکہ ۴۰ لاکھ لوگ بے گھر ہوئے اور تقریباً ۹ ہزار گاؤں متاثر ہوئے جب کہ ۱۵۹۶ گاؤں بہہ گئے۔ اس ہولناکی کو دیکھ کرامت کے دردمندوں نے ان کا تعاون بھی کیا، اس کے باوجود آج بھی بڑی تعداد میں یہاں کے لوگ معاونت کے محتاج ہیں۔ اللہ انھیں اس کا بہترین بدلہ دے۔ آمین

قابل ذکر ہے کہ جامعہ کی خدمات کا دائرہ روز بروز بڑھتا جارہا ہے، جس کی وجہ سے صرفہ میں بھی غیر معمولی اضافہ ہورہا ہے۔ 2009-2008 میں جامعہ کے اخراجات چورانوے لاکھ باسٹھ ہزار تین سو ایک (Rs. 94,62,301.00) روپے سالانہ سے زیادہ ہے۔ جامعہ کے احاطے میں ایک عظیم الشان "**جامع امام قاسم**" (مسجد) زیرتعمیر ہے جو سولہ ہزار اسکوائر فٹ ہے۔ چھت کی ڈھلائی کا کام باقی ہے۔ اس کے علاوہ "**رواق الیاس**" کی دوسری وتیسری منزل کی تعمیر کا کام بھی باقی ہے، جبکہ جامعہ میں طلبا کی بڑھتی ہوئی تعداد اور اساتذہ اور مہمانان رسول کی رہائش کچے کمروں اور ٹین کے شیڈوں میں ہے، جو موسم کے اعتبار سے تکلیف کا باعث ہے اسی کے پیش نظر "**مرکز الامام ابی الحسن علی الندوی**" کے نام سے ایک عمارت کا سنگ بنیاد حضرت اقدس مولانا سعید الرحمٰن الاعظمی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے علاوہ ڈیڑھ درجن علماء کرام کے ہاتھوں رکھا جاچکا ہے تاکہ اساتذہ اور طلبا کو رہائش اور درسگاہوں میں سہولت ہو، جس میں کثیر رقوم کا صرفہ آئے گا، جو ان شاءاللہ حضرات معاونین کے تعاون سے جلد ہی پورا ہونے کی توقع ہے۔ نیز زمانے کے حالات کو دیکھتے ہوئے ارباب جامعہ نے ایک

ہائی اسکول(Kosi Human High School)اور''**زکریا ہاسپیٹل**''
کے قیام کا بھی فیصلہ کیا ہے، جو اہل ثروت کے لیے سنہری موقع ہے، لہٰذا جامعہ کے
اخراجات اور بجٹ کی تکمیل اور تعلیمی وتعمیری منصوبوں کو پورا کرنے کے لیے آپ سے
خصوصی تعاون کی درخواست ہے اور گزارش ہے کہ اس دینی مشن کو تقویت واستحکام بخشنے
کے لیے ہر ممکنہ تعاون فرمائیں۔ اللہ ہمارا اور آپ کا حامی وناصر ہے۔ الحمد للہ جامعہ کو
حضرت اقدس مولانا سید محمد شاہد سہارنپوری نواسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا
کاندھلوی مہاجر مدنیؒ امین عام جامعہ مظاہر علوم سہارنپور کی سرپرستی حاصل ہے۔

مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی

بانی ومہتمم جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ

Mob: 9811125434

E-mail: jamiatulqasim@yahoo.com

www.jamiatulqasim.com

.....................ہم سے تو یہ بھیّا ہو نہیں سکتا

اگر چندہ کی حاجت ہے تو دعویٰ کر رسالت کا
بغیر اس ڈھونگ کے چندہ مہیا ہو نہیں سکتا

سنا ہے قادیاں میں بانسری بجتی ہے گوکل کی
مگر ہر بانسری والا کنہیا ہو نہیں سکتا

یہ آساں ہے کہ بدلے جون اور بچھو بنے لیکن
کبھی بھی شہد کی مکھی سے تتیا ہو نہیں سکتا

اگر مکہ سے بھی وہ ڈھیچوں ڈھیچوں کرتا آجائے
قیامت تک خر عیسیٰ گویا ہو نہیں سکتا

مجدد الف ثانیؒ سے غلام احمد کو کیا نسبت
ثری کتنا بھی اونچا ہو ثریا ہو نہیں سکتا

برادر خوندگی کی شرط اگر ہے میرزائیت
قیامت تک بھی ہم سے تو یہ بھیّا ہو نہیں سکتا

سرشت مرد مومن کا بدلنا غیر ممکن ہے
چنبیلی کا یہ پودا بھٹ کٹیا ہو نہیں سکتا

وطن سے پوجنے والوں تعلق نوع انساں کا
طلاطم سے محبت کا تلیا ہو نہیں سکتا

جسے اسلام کی عزت پہ کٹ مرنا نہ آتا ہو
مسلمانوں کے بیڑے کا کھویا ہو نہیں سکتا

۱؎ یہ اشعار ظفر علی خاں صاحبؒ کے ہیں جو قدیم ایڈیشن میں شامل نہیں تھے لیکن سنا گیا ہے کہ حضرت علامہ ٹانڈویؒ اپنے خطاب کے دوران، ان اشعار کو اپنے مخصوص لہجہ میں پڑھا کرتے تھے اس لئے شامل اشاعت کیا گیا ہے۔ شاہ عالم

میدان میں ختم نبوت کے غلام آئے ....

نبی آتے رہے نبیوں کے آخر میں امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے

جھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے در پر
سکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے

وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دنیا میں انساں کی
وہ جب آئے تو انساں کو فرشتوں کا سلام آئے

پر پرواز بخشے اس نے ایسے آدمیت کو
ملائک رہ گئے پیچھے کچھ ایسے بھی مقام آئے

خدا شاہد یہ ان کے فیض صحبت کا نتیجہ تھا
شہنشہ گر پڑے قدموں میں جب انکے غلام آئے

وہ آئے جب تو دنیا اس طرح سے جگمگا اٹھی
کہ خورشید درخشاں جس طرح بالائے بام آئے

وہ ہیں بیشک بشر لیکن تشہد میں اذانوں میں
جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد ان کا نام آئے

کیا جب بھی کسی کذاب نے دعوی نبوت کا
تو جھٹ میدان میں ختم نبوت کے غلام آئے

بروز حشر امیں جب نفسا نفسی کا سماں ہوگا
وہاں وہ کام آئیں گے جہاں کوئی نہ کام آئے

سید امین گیلانیؒ

جامعہ کا تعاون کیسے کریں؟

آپ اپنی سہولت کے مطابق جامعہ کا تعاون مندرجہ ذیل طریقوں سے کر کے اجر عظیم کے مستحق ہو سکتے ہیں۔

ایک دن کے کھانے پر خرچ تقریباً (سات سو طلبا)	14,000
ایک ماہ کے کھانے پر خرچ (سات سو طلبا)	4,20,000
ایک سال کے کھانے پر خرچ (سات سو طلبا)	39,20,000
ایک حافظ بنانے پر خرچ مع پوشاک، لحاف و بستر (4 سال)	28,400
ایک عالم بنانے پر خرچ مع پوشاک، لحاف، بستر و کتاب (8 سال)	56,800
ایک بچی کے نکاح پر خرچ	25,000
ایک بیوہ کی کفالت کا خرچ (1 سال)	14,000
ایک ہینڈ پمپ مع سمرسیول کا خرچ	21,000
ایک صحت مند بڑے جانور کی قربانی کا خرچ	7,000
ایک مفلوک الحال انسان کا گھر تعمیر کرانے کا خرچ	56,000
ایک بیت الخلاء کی تعمیر کا خرچ	21,000
رواق الیاس کے ایک کمرہ کی تعمیر کا خرچ	75,000
جامع امام قاسم (مسجد) کے ایک مصلیٰ (سنگ مرمر) کا خرچ	17,500
ایک درجہ کے طلبہ کی درسی کتابوں پر خرچ	70,000
درجہ حفظ کی ایک درسگاہ کی تعمیر پر خرچ	84,000
ایک طالب علم کے لباس مع لحاف و بستر کا خرچ	5,000
ایک مدرس کی ایک ماہ کی تنخواہ	4,000
ایک مدرس کی ایک سال کی تنخواہ	48,000
مکتب کے ایک مدرس کی ایک ماہ کی تنخواہ	3,000
مکتب کے ایک مدرس کی سالانہ تنخواہ	36,000

ڈرافٹ یا چیک پر صرف یہ لکھیں:(For Cheque & Draft)

Jamiatul Qasim Darul Uloom -il- Islamia

A/c: **01090007045** State Bank of India Pratap Ganj, Branch Cod:4717